THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Thursday, the March 07, 2024
(335th Session)
Volume I, No. 09
(Nos. 01-10)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad
Volume I SP.I (09)/2024
No. 09 15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Leave of Absence 2
3. Presentation of the Final Report of the Standing Committee on Power for the period (June 2021 - February 2024) 2
4. Farewell speeches by the Members 3
    - Senator Bahramand Khan Tangi 3
    - Senator Molvi Faiz Muhammad 10
    - Senator Mushtaq Ahmed 14
    - Senator Shaheen Khalid Butt 21
    - Senator Muhammad Akram 24
    - Senator Keshoo Bai 36
    - Senator Abida Muhammad Azeem 39
    - Senator Sana Jamali 41
    - Senator Seemee Ezdi 47
    - Senator Mushtaq Ahmed 53
    - Senator Seemee Ezdi 55
5. Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House, responding to the point raised by Senator Mushtaq Ahmed regarding the release of Dr. Afia Siddiqui 55
    - Senator Mushtaq Ahmed 56
6. Farewell Speeches by the Members 57
    - Senator Saleem Mandviwalla 57
    - Senator Azam Nazeer Tarar 59
    - Senator Syed Waqar Mehdi 61
    - Senator Syed Ali Zafar 66

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Thursday, the March 07, 2024

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten minutes past eleven in the morning with Mr. Deputy Chairman (Mirza Muhammad Afridi) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ
صُدُوْدًا ﴿٦١﴾ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ
بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّ تَوْفِيْقًا ﴿٦٢﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ
فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ عِظْهُمْ وَ قُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا ﴿٦٣﴾ وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ
اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ
لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿٦٤﴾

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ نے اتارا ہے اور آؤ رسول کی طرف، تو تم ان منافقوں کو دیکھو گے کہ وہ تم سے پوری طرح منہ موڑ بیٹھے ہیں۔ پھر اس وقت ان کا کیا حال بنتا ہے جب خود اپنے ہاتھوں کے کرتوت کی وجہ سے ان پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے؟ اس وقت یہ آپ کے پاس اللہ کی قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں کہ ہمارا مقصد بھلائی کرنے اور ملاپ کرا دینے کے سوا کچھ نہ تھا۔ یہ وہ ہیں کہ اللہ ان کے دلوں کی ساری باتیں خوب جانتا ہے۔ لہٰذا تم انہیں نظر انداز کر دو، انہیں نصیحت کرو، اور ان سے خود ان کے بارے میں ایسی بات کہتے رہو جو دل میں اتر جانے والی ہو۔ اور ہم

نے کوئی رسول اس کے سوا کسی اور مقصد کے لئے نہیں بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ اور جب ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، اگر یہ اس وقت تمہارے پاس آ کر اللہ سے مغفرت مانگتے اور رسول بھی ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتے تو یہ اللہ کو بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان پاتے۔

سورۃالنساء (آیات نمبر۶۱تا ۶۴)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جزاک اللہ۔ السلام علیکم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پہلے leave applications لے لیتے ہیں۔

Leave of Absence

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر محمد اکرم صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 21 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر محمد اسحاق ڈار صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 01 تا 06 مارچ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Deputy Chairman: Order No.02. Senator Azam Nazeer Tarar, Chairman Standing Committee on Power, may move order No.02 please. On his behalf Mr. Tangi, Mr. Abro, who is the member of the power Committee?

تنگی صاحب آپ نے move کرنا ہے؟ جی پلیز کریں۔

Presentation of Final Report of the Standing Committee on Power for the period (June 2021 - February 2024)

Senator Bahramand Khan Tangi: I, Senator Bahramand Khan Tangi, on behalf of Senator Azam Nazeer Tarar, Chairman Standing Committee on Power,

present the final report (June 2021 - February 2024) of the Committee.

Mr. Deputy Chairman: Report stands laid.

جی farewell speeches ہیں ان ممبران کی جو retire ہو رہے ہیں۔ جی تنگی صاحب آپ نے پہلی تقریر کرنی ہے؟ میڈم سعدیہ عباسی صاحبہ ! آپ کا mic on ہے، آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں؟

سینیٹر سعدیہ عباسی: میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی پہلے میں ان کو speech کرنے کا موقع دے دوں تو اس کے بعد آپ کو موقع دیتا ہوں۔ جی، ابڑو صاحب کمیٹی کی رپورٹ پر چیئرمین کمیٹی بات کر سکتا ہے۔ میں آپ کو تھوڑی دیر تک وقت دیتا ہوں۔ میں آج ذرا ممبران کو موقع دوں، جی ٹھیک ہے، میں آپ کو وقت دیتا ہوں۔ جو ممبران retire ہو رہے ہیں وہ kindly اپنا نام سیکریٹری صاحب کے پاس لکھوا لیں تاکہ ان کو۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ابڑو صاحب ! میں آپ کو وقت دیتا ہوں۔ فیصل صاحب آپ کہاں جا رہے ہیں، کیاآپ نے تقریر کرنی ہے؟ جی سینیٹر بہرہ مند تنگی صاحب۔

Farewell speeches by the Members

Senator Bahramand Khan Tangi

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ میں کوشش کروں گا کہ میں اپنی تقریر زیادہ لمبی نہ کروں اس لیے کہ اور ساتھی بھی تقریر کرنا چاہتے ہیں اور یہ ان کا حق بھی ہے کہ وہ بھی اپنی آخری تقریر کریں۔ چیئرمین صاحب ! آج سے پانچ سال گیارہ مہینے اور چھبیس دن قبل ہم آئے تھے۔ میرے ساتھ اور بھی honourable colleagues نے اس ایوان بالا کا ممبر بن کر oath لیا تھا۔ اس وقت سب کچھ نیا تھا۔ یہ عمارت نئی تھی، ذمہ داری نئی تھی، ساتھی نئے تھے۔ لیکن آج چھ سال کے بعد ہمارے ساتھی بھی پرانے ہو چکے ہیں، یہ عمارت بھی پرانی ہو چکی ہے، یادیں بھی پرانی ہو چکی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم چھ سال کے بعد اپنی ذمہ داریاں پوری کرکے اس ایوان سے رخصت ہو رہے ہیں۔

میں نے کل اپنے کچھ ساتھیوں کی تقاریر سنیں اور ان تقاریر میں سینیٹ اور سینیٹرز کی ذمہ داریوں کے بارے میں بتایا لیکن میں اس طرف نہیں جانا چاہتا۔ میری یہ کوشش ہو گی کہ ہم نے چھ سال گزارے ہیں، میں ان پر بھی بات کروں گا اور آنے والے چیئرمین اور ڈپٹی چیئرمین کے لیے نیک خواہشات کا بھی اظہار کروں گا۔ جناب! ان چھ سالوں میں غلطیاں ہوئی ہوں گی اور مجھ سے بھی غلطیاں ہوئی ہوں گی کیونکہ انسان سے ہی غلطیاں ہوتی ہیں۔ لہٰذا، ان چھ سالوں میں مجھ سے جو غلطیاں ہوئی ہیں، میں ان کے لیے سینیٹ سیکریٹریٹ کے class-4 کے ملازمین سے لے کر سیکریٹری سینیٹ، اس ہال میں کام کرنے والوں اور سینیٹ سیکریٹریٹ کا جتنا staff ہے، اگر ان کی میرے کردار اور کچھ باتوں سے دل آزاری ہوئی ہے تو میں معافی کا طلب گار ہوں اور اس پارلیمان کے ایوان بالا کے تمام ملازمین، Secretaries اور DGs سے بھی معافی کا طلب گار ہوں۔ ہم نے چھ سال گزارے ہیں اور گھروں میں ایسے اوقات آتے ہیں کہ کچھ تلخیاں بھی ہوتی ہیں اور تلخ الفاظ کے تبادلے بھی ہوتے ہیں تو میں تمام سینیٹ سیکریٹریٹ کے class 4 کے ملازمین سے لے کر سیکرٹری سینیٹ تک سے معافی چاہتا ہوں۔

جناب! اس ایوان میں بہت honourable colleagues بیٹھے ہوئے ہیں جو مختلف پارٹیوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ کچھ ساتھی ایسے ہیں جو پہلی مرتبہ آ کر جا رہے ہیں، کچھ ایسے سینیٹرز ہیں جنہوں نے تیسری اور چوتھی مرتبہ اپنا role play کیا ہے۔ میرے کردار، تقاریر اور میرے role سے کسی بھی پارٹی کے کسی honourable Senator کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں اس کے لیے بھی معافی کا طلب گار ہوں کیونکہ یہ ایوان بالا بھی ایک گھر کی طرح ہے اور اس گھر میں چھوٹے، بڑے، عمر رسیدہ اور ہم عمر بھی ہیں۔ گھر میں جب بھائی آپس میں کسی بات پر لڑتے ہیں اور دونوں یہ سمجھتے ہیں کہ میں ٹھیک ہوں تو وہ لڑائی بے عزتی کے لیے نہیں ہے بلکہ وہ اپنے اپنے stand کے لیے لڑتے ہیں۔ اسی طرح اس ایوان میں جو ساتھی اپنی parties and leadership کے لیے کام کرتے ہیں، ان کی اپنی opinion ہوتی ہے اور ان کے اپنے نظریات ہوتے ہیں، اگر تمام parties کے دوستوں کو میرے الفاظ اچھے نہیں لگے تو میں ان الفاظ کے لیے معافی کا طلب گار ہوں اور میں معافی چاہتا ہوں۔

جناب! اگر اس ایوان میں میری زبان اور تقاریر سے پاکستان کی leadership کے بارے میں کوئی ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور جس پارٹی کی leadership یہاں پر موجود نہیں ہے لیکن ان کے نمائندے یہاں پر موجود ہیں، اگر ان الفاظ سے جو ان چھ سالوں میں ان کی leadership کے بارے میں استعمال ہوئے، میں ان ساتھیوں سے ان کی leadership کے بارے میں ان الفاظ پر معافی چاہتا ہوں اور میں معافی کا طلب گار ہوں۔ جناب! میں ایک پارٹی کا ایک ادنیٰ سا worker تھا، میں پاکستان پیپلز پارٹی کا 44 سال سے political worker تھا۔ مجھے ہر national T.V اور channel نے وقت دیا اور میرے مؤقف کو عوام کے سامنے رکھا۔ میں نے روزانہ چار، پانچ، چھ اور سات talk shows کئے ہیں، ہم چھوٹے workers ہیں اور ہم اس قابل نہیں تھے کہ ہمیں ایک دن میں سات national channels پر بٹھا کر ہماری باتیں پورے پاکستان کے عوام تک پہنچائیں۔ یہ media persons, owners, anchors, reporters, coordinators اور نمائندوں کی محبت اور پیار تھا کہ انہوں نے مجھے موقع دیا، میں ان تمام کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور سینیٹ میں کام کرنے والے channels کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے مجھے چھ سال سنا اور میرے مؤقف کو عوام کے سامنے رکھا تو میں ان کا بھی شکر گزار ہوں، اگر کبھی کوئی ایسا موقع آیا ہے کہ میں نے کسی وجہ سے کسی channel and anchor کو وقت نہیں دیا اور وہ کسی بات پر مجھ سے ناراض ہیں تو میں ان سے بھی معافی کا طلب گار ہوں۔

جناب! میں یہ بھی کہوں گا کہ میں نے چھ سال اس ایوان میں گزارے ہیں۔ جب میں اس ایوان میں آیا اور میں نے oath لیا، oath لینے کے بعد voting شروع ہوئی تو جناب صادق سنجرانی صاحب بھی میری طرح پہلی مرتبہ آئے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی اور وہ سینیٹ کے چیئرمین منتخب ہوئے۔ راجہ ظفر الحق صاحب اس ملک کی بہت بڑی personality ہیں، بحیثیت انسان، سیاسی شخصیت اور ایک بڑے ہونے کی وجہ سے اس ملک کے لیے ان کا ایک بہت بڑا role ہے۔ بہر حال جب result آیا اور سنجرانی صاحب جیت گئے تو سب سے پہلے اس ایوان میں ایک نعرہ لگا کہ "ایک زرداری سب پر بھاری" تو میں ان سے گلے ملا اور ان کو مبارک باد دی اور پھر جناب صادق سنجرانی صاحب وہاں اس کرسی پر بیٹھے۔ ان کا چھ سال کا کردار اور role ہے، انہوں نے اس

ایوان میں کام کرنے والے honourable colleagues کے ساتھ جو تعاون کیا، میں اس کو بھی appreciate کرتا ہوں اور میں ان کے لیے دعا بھی کرتا ہوں۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ 100 میں سے 100 Senators خوش ہوں، ہو سکتا ہے کہ کچھ ایسے ساتھی ہوں کہ ان کے ساتھ کسی بات پر differences ہوں لیکن میں overall جناب صادق سنجرانی صاحب کو appreciate کرتا ہوں۔ انہوں نے مجھے جو عزت و احترام دیا اور انہوں نے اس ایوان کو ایک گلدستہ کی شکل دی اور اس ایوان کو چلایا تو میں ان کو خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ جناب صادق سنجرانی صاحب اس ملک اور اس ملک کے اداروں کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ یہ سلامت رہیں، تندرست رہیں اور خوشحال رہیں۔

جناب! اس وقت آپ as a Deputy Chairman سامنے بیٹھے ہیں لیکن میں آج آپ کو چیئرمین کہتا ہوں کہ آپ نے جب پہلی مرتبہ یہاں پر بجٹ تقریر کی، مجھے آپ کی وہ تقریر یاد ہے کہ آپ نے انگریزی میں تقریر کی تھی۔ مجھے یاد ہے اور مجھے تھوڑا غصہ بھی آیا کہ FATA سے آنے والے سینیٹر انگریزی میں تقریر کر رہے ہیں، مجھے آپ کی وہ تقریر آج تک یاد ہے کہ آپ نے graphical figures discuss کیے، آپ نے to the point بات کی۔ میں نے اسی دن سوچا کہ مرزا آفریدی صاحب ایک دن اس ملک کے بڑے آدمی بنیں گے۔ آپ جب ڈپٹی چیئرمین بن گئے تو آپ نے as a Deputy Chairman اور پھر اپنی پارٹی PTI کے ساتھ جو commitment کی تھی، آپ نے ان دونوں کو honour کیا، میں ان دونوں کرداروں پر آپ کو appreciate کرتا ہوں جب PTI پر کبھی مشکل وقت آیا، بہت مشکل وقت تھا لیکن آپ نے اس مشکل وقت میں بھی اپنے leader کی تصویر اپنے office میں رکھی، آپ نے تمام سینیٹرز کو اکٹھا رکھا اور آپ نے یہ کوشش کی کہ مشکل وقت بھی گزر جائے گا اور آج میرے خیال میں مشکل وقت گزرتا جا رہا ہے اور آپ ان کے ساتھ ہیں۔ میں آپ کے دونوں کرداروں پر آپ کو appreciate بھی کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ جب آپ بطور چیئرمین یہاں بیٹھتے ہیں تو آپ نے بے شک میرے ساتھ زیادتی کی ہو، آپ نے مجھے بولنے کا موقع نہیں دیا تھا لیکن پھر بھی میں آپ کو appreciate کرتا ہوں اور آپ کی شخصیت کو بطور ڈپٹی چیئرمین نہیں بلکہ ایک دوست،

اور بطور انسان آپ کا کردار بہت اچھا رہا ہے اس لیے میں آپ کے لیے بھی دعا گو colleague رہوں گا۔

جناب چیئرمین! یہ ایوان بالا ہے، یہاں جو بھی ساتھی سینیٹرز آتے ہیں، پارٹی سے ہٹ کر ان کی اپنی سوچ ہو سکتی ہے اور ہونی بھی چاہیے اس لیے کہ جب ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں، ہم democratic system کی بات کرتے ہیں، اگر ہم democratic system اور پارلیمانی نظام کی بات کرتے ہیں تو پھر ان ایوانوں میں چاہے وہ قومی اسمبلی کا ہو یا سینیٹ کا ہو یہاں پر معزز ارکان کی moral, professional and political responsibility بنتی ہے کہ وہ اپنی سوچ کے مطابق بھی کوئی قرارداد، کوئی motion or Bill لے آئیں اور اپنی ذمہ داری پوری کریں۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ ارکان کو آزاد ماحول میں کام نہیں کرنے دیتے ہیں اور پھر پارٹی میں اگر وہ اپنے لیڈر کے سامنے بات نہیں کر سکتے، یہاں ایوان میں بیٹھ کر ہم اپنے دل کی بات نہیں کر سکتے ہیں تو پھر اس democratic system کو آپ کیسے strengthen کریں گے؟ Democratic system اور پارلیمانی نظام کی مضبوطی کے لیے اس ایوان میں تمام ارکان کو آزاد ماحول میں کام کرنے دینا چاہیے۔ تمام party leadership کی ایک moral responsibility بنتی ہے کہ وہ بھی اپنے اس ملک کے لیے، اس کے مستقبل اور اس کے اداروں کے لیے کام کریں اور آگے بڑھیں۔

جناب چیئرمین! میں نے 1980 میں کالج سے Peoples Student Federation کے رکن کے طور پر سیاسی زندگی کا آغاز کیا۔ 38 سال کے عرصے کے بعد مجھے اللہ رب العزت کے بعد جناب آصف علی زرداری صاحب نے سینیٹ کا ٹکٹ دیا اور میں سینیٹر منتخب ہوا۔ میں نے یہ 6 سال اپنی جماعت اور party leadership کے لیے پوری ذمہ داری کے ساتھ ادا کیے۔ میں آج ان تمام باتوں پر معافی مانگتا ہوں جو میں نے اپنی پارٹی اور party leadership کے لیے کی تھیں جس سے لوگوں کی دل آزاری ہوئی ہو۔ میں نے اس لیے معافی مانگی ہے کیونکہ میں نے اس وقت سوچا تھا کہ میں پیپلز پارٹی کو represent کرتا ہوں اور میری ذمہ داری بنتی ہے کہ

میں پارٹی اور party leadership کے لیے کام کروں اور اللہ کا شکر ہے کہ میں اپنے چھ سال کے role سے مطمئن ہوں۔

جناب چیئرمین! سینیٹر دلاور خان صاحب کی جانب سے اس ایوان میں ایک قرارداد آئی تھی۔ یہ ایوان گواہ ہے، آپ House proceedings بھی نکال کر دیکھ لیں کہ سینیٹر دلاور خان کی resolution پیش کرنے سے پہلے میں نے تقریر کی تھی، اس تقریر میں نہ resolution کا ذکر ہے، نہ resolution کی support کی بات ہے، نہ الیکشن ملتوی کرنے کی بات ہے، میں نے موقع کی مناسبت سے بات کی تھی۔ میرے الفاظ ریکارڈ پر ہیں کہ تمام سیاستدان, تمام general masses, media اور ادارے مل کر ایسا ماحول بنائیں تاکہ آنے والے الیکشن پر انگلیاں نہ اٹھیں جو کہ آج اٹھ رہی ہیں۔ میں نے یہ کہا تھا کہ ہم کب تک لاشیں اٹھائیں گے، آپ بیٹھیں، سیاستدان اور general masses, scholars, intellectuals, media اور ادارے بیٹھ کر ایسا ماحول بنائیں کہ 8 فروری کو ایسا الیکشن ہو کہ اس پر انگلیاں نہ اٹھیں اور آنے والی حکومت اپنی ذمہ داریاں پوری کرے۔

جناب چیئرمین! میرا مؤقف آنے کے بعد شیری رحمان صاحبہ اور نیئر بخاری صاحب نے press conference کر کے کہا کہ ہم بہرہ مند تنگی کو show cause notice دیتے ہیں کیونکہ انہوں نے resolution کے حق میں تقریر کی تھی جب کہ ریکارڈ پر ہے کہ میری تقریر resolution سے پہلے تھی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے Yes کہا ہے جب کہ ریکارڈ پر ہے کہ میں نے No کہا تھا، اس لیے کہ اس resolution کا کسی کو پتا نہیں تھا لیکن جب مجھے show cause notice دیا گیا تو جناب بطور سیاسی کارکن یہ میری ذمہ داری بنتی تھی کہ میں ان دو باتوں کا جواب دیتا۔ میں نے ان باتوں کا جواب دیا کہ نہ میں نے اس کے حق میں تقریر کی تھی، میری تقریر پہلے ہو چکی تھی اور نہ ہی میں نے Yes کہا تھا بلکہ میں نے No کہا تھا۔ اس جواب کو base بنا کر پاکستان پیپلز پارٹی کی leadership نے میری بنیادی رکنیت ختم کر دی۔ I accepted the decision of my leadership لیکن کیا پاکستان پیپلز پارٹی یہاں تک آ گئی ہے کہ وہ leadership کو misguide کر کے اس بندے کی رکنیت کو ختم کرے جس بندے نے اس ایوان میں آپ کی leadership اور آپ کی جماعت کے لیے دن رات ایک کر کے کام کیا ہے لیکن

جناب چیئرمین، میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ جماعتیں کسی worker کو نکالتی ہیں تو ان workers کو تسلیم کرنا چاہیے۔ میں کہتا ہوں کہ انہیں appeal کی طرف نہیں جانا چاہیے۔ مجھے کافی دوستوں نے کہا کہ آپ appeal کریں لیکن میں نے کہا کہ نہیں یہ property بلاول صاحب، آصف علی زرداری صاحب اور آصفہ بی بی کی ہے، میں اپیل نہیں کروں گا۔ ہو سکتا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کو بہرہ مند تنگی کی ضرورت نہ ہو لیکن پاکستان پیپلز پارٹی کی leadership کے لیے میری ہمیشہ دعائیں رہیں گی۔ میری کوشش ہے کہ میں 09 مارچ کو آخری امانت آصف علی زرداری صاحب کو دے دوں اور وہ President of Pakistan بنیں۔ میری دعا بھی ہے اور میرا vote ان کی امانت ہے اور میں یہ آخری امانت انہیں دوں گا۔

آج میں آپ کو آخری بات بتا دوں کہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں کہ 11 مارچ کے بعد اس ملک کے لیے اور اس کے اداروں کے لیے میں جس political career کا کسی بھی platform سے آغاز کروں گا تو میں اس ایوان میں وعدہ کرتا ہوں کہ میری زبان سے جناب آصف علی زرداری صاحب، جناب بلاول بھٹو زرداری صاحب اور ان کے خاندان کے لیے قیامت کے روز تک ایک بھی ایسا لفظ نہیں نکلے گا جس بابت لوگ مجھے کہیں کہ بہرہ مند تنگی you are not a political worker. ان شاءاللہ میں ان کی عزت کروں گا، عزت واحترام سے ان کا نام لوں گا اگر کبھی موقع آیا تو میں انہیں دعائیں دوں گا لیکن جناب چیئرمین! اس ایوان میں بیٹھنے والی ایک خاتون شیری رحمان اور نیئر بخاری صاحب کی وہ چھ سالہ سازش پایہ تکمیل تک پہنچی۔ ابھی میں پاکستان پیپلز پارٹی کا worker نہیں ہوں لیکن میرے سینے سے آصف علی زرداری صاحب کی عزت، بلاول بھٹو زرداری صاحب کی عزت، شہید بی بی کی عزت، شہید ذوالفقار علی صاحب کی عزت، ان کے کارناموں کی عزت، ان کے کردار اور شہادت کی عزت نہ شیری رحمان، نہ نیئر بخاری اور نہ کوئی اور ایسا بندہ نکال سکتا ہے جنہوں نے میرے خلاف سازش کرکے میری بنیادی رکنیت ختم کرائی۔ آج میں اس ایوان سے اپنی leadership کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے آپ کے فیصلوں کو accept کیا ہے اور ان شاءاللہ 11 مارچ کے بعد میں اپنی سیاست کا آغاز کروں گا اور کوشش کروں گا کہ میں اس ملک کے لیے کام کروں۔ شکریہ، جناب چیئرمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر مولوی فیض محمد صاحب۔

Senator Molvi Faiz Muhammad

سینیٹر مولوی فیض محمد: (عربی)۔ جناب چیئرمین! حضور اکرم ﷺ نے فرمایا (عربی) دنیا میں ایسے وقت گزارو جیسے ایک مسافر وقت گزارتا ہے۔ کہیں پر رکا اور اسے آگے جانا ہے۔ اس دنیا میں ہم آئے ہیں یہ ہماری آخری نہیں بلکہ درمیانی منزل ہے۔ مسلمانوں کے لیے آخری منزل جنت ہے، اللہ ہمیں نصیب کرے اور جو اللہ کے قانون کو نہیں مانتے ان کے لیے جہنم ہے۔ اس دنیا میں ہم آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ملک دیا جس کے اندر ہم امن کے ساتھ رہتے ہیں۔ اس میں ہم اپنے کردار و گفتار کو دیکھیں کہ ہم نے کیا کیا ہے۔ صرف چھ سال کے گفتار و کردار پر ہم معافیاں مانگیں کیا یہ ٹھیک ہے؟ کسی کی بے عزتی ہوئی ہے الفاظ سے، کردار سے۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: دو آدمی ایک دوسرے کے ساتھ برا کرتے ہیں پہلے والے نے کہا او کمبخت دوسرے نے کہا کمبخت تم ہو، دوسرے پر گناہ نہیں ہوگا پہلے پر ہوگا کہ اس نے اس کو پہلے کہا۔ اگر اس نے کہا کمبخت اور یہ کہتا ہے کمبخت کے بچے، اب دوسرے آدمی نے زیادتی کی کیونکہ اس نے اب اس کے باپ کو گالی دی تو اس نے زیادتی کی، اب اس کا گناہ اس کا بھی گناہ اس پر اور پہلے کا گناہ اس پر یعنی (عربی) جو بھی لفظ آدمی بولتا ہے ملائکہ اس کو لکھتے ہیں۔

ہم نے ان چھ سالوں میں یہاں پر ایسی باتیں سنیں کہ جب آئین بنا اور 1973-74 میں یہ فیصلے ہوئے مفتی محمود، مولانا نورانی صاحب اور دوسرے حضرات اور یہ علما بیٹھے ہوئے ہیں، آئین کے اندر یہ آیا کہ قرآن و حدیث کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا اور قرآن و حدیث کے مطابق فیصلے ہوں گے۔ جمہوریت اپنی جگہ پر لیکن ایسی جمہوریت نہیں جیسی Europe میں ہے۔ Europe کی جمہوریت میں Queen Elizabeth کے زمانے میں، مناسب الفاظ نہیں ہیں لیکن میں پھر بھی بول دیتا ہوں، مرد کی مرد سے شادی، اس کے لیے بل پیش ہوا اور بل کو جمہوریت نے منظور کیا اور اس پر آئین کا article بن گیا۔ ایک جمہوریت ان کی ہے اسلام میں ہے کہ قرآن اور حدیث کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔ باقی اور فیصلوں کے لیے جیسے کہ بائیس دریا پر پل کہاں پر بنائیں، بجلی گھر کہاں بنائیں اور ہم dam کیسے بنائیں۔ ان چیزوں میں جمہوریت ہوتی ہے اپنے اقوال کو پیش کرنا تو اس میں علما نے یہ بتایا کہ قرآن اور حدیث کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں ہوگا اور یہ طے ہوا جس کے اندر بھٹو صاحب اور دوسرے حضرات شامل تھے۔ جماعت اسلامی اور اس وقت اور

جتنی بھی جماعتیں تھیں انہوں نے اس مسئلے کو حل کیا لیکن میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ جس طرح یہ چھ سال گزرے ہیں۔ بیروں ملک سے جو مسائل تھے ان کو اس ملک نے کیسے حل کیا۔ مجھے یاد ہے کہ 1965 سے پہلےTurkey, Iran, Saudi Arabiaکا پاکستان کے ساتھ اتحاد تھا۔ جب ہمارے اوپر مصیبت آئی تو ان ممالک نے ہمارا ساتھ دیا اور اب جب کشمیر پر ہندوستان نے قبضہ کیا ہوا ہے تو میں نے ملک کے اندر نظر دوڑائی لیکن مجھے ایسا بولنے والا کوئی نہیں ملا۔ ویسے تو بول رہے تھے کہ ایسے کریں گے اور ویسے کریں گے لیکن عملی کردار کچھ نظر نہیں آیا۔ اس وقت ہمارے اوپر جو مصیبت آئی اس پر ہم نے UAE, Saudi Arabia, Turkey, Iranکی طرف دیکھا اور ان تمام ممالک نے ہمارا ساتھ دیا لیکن اب جب کشمیر ہمارے ہاتھ سے چلا گیا تو اس پر میں نے کہا کہ دیکھتے ہیں کہ UAEہماری مدد کرے گا۔ ان کی تصویر آئی، UAEوالا امیر ہے وہ مودی کو shawl پہنا رہا ہے۔ میں نے کہا (عربی) اب کیا ہوگا۔

چلو دیکھتے ہیں سعودی عرب والوں کو، ادھر نظر کا تصور کیا تو وہ صاحبزادہ Bushکے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ہماری یہ بیرونی حالت ہوئی۔ کشمیر وہ ہے جس کے متعلق قائداعظم نے کہا تھا کہ یہ پاکستان کی شہ رگ ہے، تو جب اس شہ رگ کو کاٹا گیا تو نہ ہی اندرونی اس کے خلاف کوئی خاص بات ہوئی اور نہ ہی کوئی بیرونی دوستوں سے کوئی امید رہی۔ اس کے بعد ابھی جو فلسطین کا مسئلہ ہے اس پر بھی کچھ نہیں ہو رہا ہے بچے مر رہے ہیں، عورتیں مر رہی ہیں۔ ملک کے اندر کن مسائل کے متعلق بل آتے ہیں؟ Transgender Bill آتا ہے اور منظور ہو جاتا ہے پھر اس پر بحث شروع کر دیتے ہیں۔ اور کون سا بل آتا ہے؟ کہ 18 years کی عمر سے پہلے شادی کرنا جرم ہوگا، یہ بل بھی آیا منظور ہوا نہیں ہوا اپنی جگہ پر ہے۔ ایک اور بل آیا کہ 18 years کی عمر سے پہلے اگر کوئی مسلمان ہوگا تو اس کا ایمان قبول نہیں ہوگا، ایسے ایسے بل آئے کہ میں کیا بتاؤں ان پر الحمد للہ ہم نے گفتگو کی اور ہماری جماعت کا جو موقف ہے اس کو ہم نے پیش کیا بلکہ اسلام کا جو موقف ہے جو دین نے ہمیں سکھایا ہے۔

جناب چیئرمین! میرا تعلق بلوچستان سے ہے وہاں کے متعلق میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارے کافی زیادہ بچے غائب ہیں ان کا کوئی پتہ نہیں کہ وہ کہاں ہیں اور ان کے متعلق یہاں ہمارے ساتھیوں نے ہر وقت بات کی ہے، میں نے بھی باتیں کی ہیں۔ آج بھی میں کہتا ہوں کہ ان کو ظاہر کیا جائے، ان پر کوئی جرم ہو تو عدالت میں ان پر مقدمہ چلے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ سارے غلط نہیں ہیں

میں کہتا ہوں کہ ان کو عدالت میں پیش کیا جائے لیکن اس پر کوئی توجہ نہیں دیتا اور بلوچستان کی معدنیات ہیں ریکوڈک ہے، سیندک ہے۔آپ بتائیں کہ بلوچستان کو ان میں سے کتنا حصہ دیا جارہا ہے اور سوئی گیس پنجاب، پشاور ان علاقوں تک پہنچ گئی لیکن بلوچستان کے لوگوں کو گیس نہیں ملی اور اس کے پیسے بھی ان کو نہیں ملے یہ حال ہے ہمارا۔

میری سب دوستوں سے گزارش ہے کہ بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ اتنا زیادہ ظلم ہو رہا ہے کہ جو پہاڑ آٹھ دس پشتوں سے ہمارے لوگوں کی ملکیت ہیں جن کے لیے انہوں نے قربانیاں دی ہیں اور ان کی حفاظت کی ہے۔ اب ایسا قانون بنا دیا گیا ہے کہ lease کرا کر دیتے ہیں London میں کوئی آدمی بیٹھا ہوا ہے جس کا آگے یہاں آدمی ہے وہ ان کے نام پر lease دے دیتے ہیں اور مقامی لوگوں کو ایک روپیہ بھی نہیں ملتا، یہ بہت ظلم ہے۔ میں آپ کو جاتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ ایسا رویہ برداشت نہیں کیا جائے گا آپ کو تعجب ہوتا اگر میرے پاس وہ تصویریں ہوتیں تو میں آپ کو دکھاتا کہ عورتوں کے گھر lease میں چلے گئے۔ ان کے گھر کس چیز کے بنتے ہیں؟ یہ جھگی بناتے ہیں، خیمہ لگاتے ہیں۔ خیمے کو باندھا اپنے اونٹوں پر اور اپنے خیمے کی لکڑیاں اپنے کندھوں پر اٹھا کر روتی ہوئی ان پہاڑوں سے اتر رہی ہیں۔ خدا کا ڈر ہو ایسے ظلم کی وجہ سے خدا کا کوئی قہر نہ آ جائے ایسے لوگوں پر جو توجہ نہیں دیتے۔

میں نے آپ کو یہ باتیں بتائیں۔ معدنیات میں بھی اور نوکریوں کے معاملے میں بھی بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے۔ دوسرے صوبے کے لوگ کوئٹہ آ کر اپنا ڈومیسائل بنوا لیتے ہیں کہ میں بلوچستان سے ہوں حالانکہ وہ لوگ دوسرے صوبے کے ہوتے ہیں بس صرف نوکریاں حاصل کرنے کے لیے خود کو بلوچستان کا ثابت کرتے ہیں۔ اگر کوئی افسر وہاں چلا جاتا ہے اور اس کو چپڑاسی کی ضرورت ہے تو وہ اپنے علاقے کا چپڑاسی اپنے ساتھ لے کر جاتا ہے۔ ملازمتوں میں بھی ہمارے ساتھ ظلم ہے اور معدنیات میں بھی ہمارے ساتھ ظلم ہو رہا ہے اور ہمارے بچے بھی غائب ہیں۔ ان سب کے لیے میں بلوچستان کی بات کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فیصلہ تو کریں گے یہاں تک ایک حدیث میں ہے کہ ایک بکری ہے، یہ دین کے پابند نہیں ہیں، اگر سینگ والی بکری نے بے سینگ بکری کو ظلماً ٹکر ماری ہے تو حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: اس کے سینگ لے کر اس کو

جس کے سینگ نہیں تھے جس پر اس نے ظلم کیا، وہ سینگ اس کو دے کر اس سے بدلہ لیا جائے گا۔ کیا ہم اسی طرح کریں گے؟

امام بخاری نے فرمایا: (عربی) قیامت کے دن ترازو ہو گا اور اس میں اعمال تولے جائیں گے۔ (عربی) قیامت کے دن (عربی) ہمارے جتنے کام ہیں، کردار ہے یا ہماری گفتار ہے وہ اس ترازو میں تولا جائے گا۔ اللہ کے عرش کے سامنے وہ ترازو ہو گا اتنا بڑا ترازو ہو گا جس کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا۔ قیامت کے دن حساب تو لیا جائے گا یا کوئی افسر کسی پر ظلم کرے یا کوئی صوبہ دوسرے صوبے پر یا ملک کے بڑے کسی پر ظلم کریں گے (عربی) وہاں کردار بھی تولا جائے گا اور ہم ایک دوسرے کو جو گالیاں دیتے ہیں اقوال بھی تولے جائیں گے۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: (عربی) دو کلام ہیں جو اللہ کو بہت پیارے ہیں (عربی) زبان پر وہ الفاظ ہلکے ہیں (عربی) ترازو میں بہت بھاری ہوں گے۔ وہ کیا ہیں؟ سب کہیں کہ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ یہ ترازو میں بھی ڈالے جائیں گے اور دوسرے پلڑے میں جو گالیاں ہیں اور بے کار باتیں ہیں یہ سب تولے جائیں گے۔ یہ دنیا کی زندگی نہیں آخرت میں ہم نے حساب دینا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ (عربی) ترجمہ: آدمی کے بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ ٹھیک ہو گا تو سارا بدن ٹھیک ہو گا۔ فرمایا وہ کیا ہے۔ یہ دل ہے۔ دل کو آدمی صحیح رکھے۔ اللہ کا یقین دل میں ہو کہ اللہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور حضور ﷺ اس کے آخری نبی ہیں۔ جو احکام اس نے بتائے ہیں ہمارا ان پر عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو خوش رکھے۔ سنجرانی صاحب اور آپ لوگ جس طرح ہمارے ساتھ پیش آئے ہیں اللہ اس کا بدلہ دے۔ یہ جو ہم نے ایک دوسرے کے خلاف زبان استعمال کی ہے۔ ایک حدیث سنا کر بس اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔ (عربی) جب میری امت ایک دوسرے کو گالی دے گی تو اللہ کی نظر سے گر جائے گی۔ جب ہم اللہ کی نظر سے گریں گے تو پھر ہمیں کون اوپر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپس میں اتحاد و اتفاق دے۔ میں نے بلوچستان کے لیے جتنا رونا یہاں رویا ہے اب آخری تقریر میں بھی یہی رونا روتا ہوں کہ ہمارے حقوق ہمیں پورے دیے جائیں۔ وآخر دعوانا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر مشتاق احمد صاحب۔

Senator Mushtaq Ahmed

سینیٹر مشتاق احمد: شکریہ، جناب چیئرمین۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ (عربی) جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے الوداعی خطاب کرنے کا اس معزز ایوان میں موقع دیا۔ میں آدھے سینیٹرز کے ساتھ اپنی چھ سالہ مدت پوری کر رہا ہوں اور 11 مارچ کو ریٹائر ہو رہا ہوں۔ جناب چیئرمین! چھ سال پہلے جب میں اس ہاؤس میں آیا تو میں نے قائد کے بارے میں جن کی قدآور تصویر یہاں پر لگی ہے پڑھا تھا کہ جب وہ عوامی اسمبلی کے نمائندے تھے تو انہوں نے اپنے بنیادی امور میں سب سے پہلی ترجیح پارلیمنٹ کی کارروائی پر رکھی۔ اس لیے جب میں سینیٹ میں آیا تو میں نے اپنے قائد اور بابائے قوم کو follow کرتے ہوئے گزشتہ چھ سالوں میں اپنی سب سے اہم ترجیح اس ہاؤس کی حاضری اور اس کی کارروائی کو رکھا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ میں نے چھ سال میں بحیثیت ایک انسان کے میرے بس میں جتنا کچھ ہے یہاں پر قوم اور ملک کے لیے کرنے کی کوشش کی ہے۔

جناب چیئرمین! میں ہمیشہ اس سیٹ پر باوضو بیٹھا ہوں۔ میں جب بھی اس ہاؤس میں آیا تو باوضو ہو کر آیا ہوں۔ اس لیے کہ سیاست کو عبادت سمجھتا ہوں۔ میں سیاست کو تجارت نہیں سمجھتا۔ میں سیاست کو اسلام کا، پاکستان کا اور پاکستان کے عوام کا ایک مشن سمجھتا ہوں۔ اسی وجہ سے گزشتہ چھ سال میں جب بھی میں اس ہاؤس میں داخل ہوا ہوں اور جب بھی میں اپنی سیٹ پر بیٹھا ہوں میں باوضو رہا ہوں۔ جناب چیئرمین! جب میں نے حلف اٹھایا تو اس میں تین باتیں تھیں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ پڑھ کر سناؤں تاکہ تذکیر اور یاد دہانی ہو جو 3rd schedule میں ہمارا حلف ہے اس میں تین باتیں تھیں اور میں نے کوشش کی ہے کہ میں اپنے حلف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ان تین باتوں کے لیے اس ہاؤس کے اندر جدوجہد کروں۔ وہ یہ ہیں کہ:

1. That, as a member of the Senate, I will perform my functions honestly, to the best of my ability, faithfully, in accordance with the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, and the law, and the rules of the Senate, and always in the interest of the sovereignty, integrity, solidarity, well-being and prosperity of Pakistan.

2. That I will strive to preserve the Islamic Ideology which is the basis for the creation of Pakistan.
3. And that I will preserve, protect and defend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

جناب چیئرمین! یہ تین امور تھے جس کے اوپر میں نے حلف اٹھایا تھا اور گزشتہ چھ سال میں نے پارلیمنٹ کے فلور پر ان تین امور کے لیے کوشش کی ہے۔ یہ تین امور میں بتاتا ہوں۔ اسلام، پاکستان اور پاکستان کے بہادر عوام۔ یہ تین امور تھے جن کے لیے چھ سال سے floor of the House ہم نے جدوجہد کی ہے۔ جناب چیئرمین! اس آئین کے دیباچے میں لکھا گیا ہے۔ یہ بڑی اہم باتیں ہیں۔ جیسا کہ بطور یاد دہانی اور تذکیر کے میں نے باتیں کی ہیں۔ ایک دیباچے میں یہ بات لکھی گئی ہے کہ حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ہوگی۔ میں نے گزشتہ چھ سال میں دیکھا کہ یہاں حاکمیت اعلیٰ بدقسمتی سے اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے۔ جب آپ آئین پر عمل نہیں کریں گے تو منزل نہیں پا سکتے۔ FATF کے لیے قانون سازی، IMF کے لیے قانون سازی، پیرس اور واشنگٹن سے Bill draft ہو کر آتے تھے۔ ہم نے اپنی legislative authority کو compromise کرتے ہوئے ان کو پاس کیا ہے۔ اس پر مجھے بہت دکھ رہا ہے۔ اس آئین کے دوسرے دیباچے میں یہ بات لکھی گئی ہے کہ اقتدار مقدس امانت ہوگا جس کے بارے میں آخرت میں اللہ پوچھے گا اور اس دنیا میں اللہ کے بندوں کو جواب دینا ہوگا۔ کرپشن کا پلیٹ فارم نہیں ہے۔ لوٹ مار، اندرون ملک اور بیرون ملک اکاؤنٹس بھرنے کا پلیٹ فارم نہیں ہے۔ تیسری بات یہ لکھی گئی ہے کہ اقتدار عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے سے ہوگا۔ یہ اقتدار کسی ادارے کی امانت نہیں ہے۔ یہ چند سرکاری لوگوں کی امانت نہیں ہے۔ یہ چند خاندانوں کی امانت نہیں ہے۔ یہ عوام کے ذریعے سے کیونکہ اس کے مالک عوام ہیں، یہ عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے سے پارلیمنٹ کی امانت ہے۔ جناب چیئرمین! بدقسمتی سے ان امور پر میں نے چھ سالوں میں عمل درآمد نہیں دیکھا۔ میں نے یہاں پر اپنے صوبے کے حقوق کی بات کی ہے۔ خصوصاً خیبر پختونخوا جو وسائل سے بھرپور ہے اور دستور میں ان کو اختیار دیا ہے لیکن وفاق نے نہیں دیا۔ جس کی وجہ سے وہاں پر غربت ہے۔ میرے قبائل جس میں افریقہ کے sub-Saharan ریاستوں سے زیادہ غربت ہے۔ میرے قبائل کو Talibanization اور عسکریت پسندوں نے بھی متاثر کیا اور ملٹری آپریشنز نے بھی متاثر کیا۔ میرے قبائل اور صوبے کی زمین کو

گزشتہ چالیس سال سے میدان جنگ بنایا گیا ہے۔ میرا صوبہ جس کو مورچے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ میں نے ہمیشہ اس کا درد یہاں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

جناب چیئرمین! مجھے دکھ ہے کہ میں باوجود کوشش کے اپنے صوبے کے جو مالیاتی حقوق ہیں وہ نہیں دلا سکا۔ میں آج بھی یہ کہتا ہوں کہ یہ Upper House ہے اور House of the Federation ہے۔ صوبوں کو حقوق دو تو پاکستان مضبوط ہوگا۔ آئینی حقوق، مالیاتی حقوق اور سیاسی حقوق دو جو اس دستور نے دیے ہیں۔ میں نے اٹھارھویں ترمیم کا یہاں پر دفاع کیا۔ اٹھارھویں ترمیم مضبوط وفاق کی ضرورت ہے۔ اٹھارھویں ترمیم خوشحال federating units کی ضرورت ہے۔ میں نے ہمیشہ گزشتہ چھ سالوں سے اٹھارھویں ترمیم کا یہاں پر دفاع کیا ہے۔ جناب چیئرمین! مجھے دکھ ہے کہ میں سود کے خلاف جدوجہد کر نہ سکا۔ بجٹ کے 9500 ارب روپے میں 4100 ارب روپے پاکستانی عوام کی محنت کا سود میں جاتا ہے۔ مجھے دکھ ہے کہ میں سود ختم نہیں کر سکا۔ اڑھائی کروڑ لوگ شراب پیتے ہیں جو کہ ام الخبائث ہے۔ میں اس کے خلاف قانون سازی لے آیا لیکن مجھے دکھ ہے کہ وہ قانون سازی منظور نہیں کر سکا۔

جناب چیئرمین! اسٹیٹ بنک آف پاکستان ہمارا asset ہے۔ میں نے بھرپور کوشش کی کہ وہ IMF کے حوالے نہ ہو جائے۔ اس وقت اس پر کسی کا اختیار نہیں ہے۔ میں اس کو نہیں بچا سکا۔ جناب چیئرمین! آرمی چیف کی توسیع کے دوران میں یہاں پر کھڑا رہا۔ میں نے یہاں پر احتجاج کیا کہ آرمی چیف کی توسیع سیاست اور پارلیمنٹ کو کمزور کرے گی۔ وہ Armed Forces کو سیاست میں drag کرے گی۔ میں اس توسیع کو باوجود کوشش اور احتجاج کے روک نہیں سکا۔ جناب چیئرمین! Transgender Act ایک شرمناک Act ہے۔ یہ ہمارے اقدار، روایات اور شرم وحیا کے لیے challenge ہے۔ میں کوشش کے باوجود اس کو تبدیل نہیں کر سکا۔ جناب چیئرمین! Rape ہمارے بچوں اور بچیوں کے لیے بہت بڑا خطرہ ہے۔ میں ان درندوں کے لیے کوئی قانون یہاں سے منظور نہیں کر سکا۔ جناب چیئرمین! Missing persons کا معاملہ، ابھی اتمان زئی جرگہ کو وزیرستان میں 30 missing persons حوالے کیے گئے۔ پتا ہے کتنے سالوں کے بعد؟ سات سالوں کے بعد۔ میں کس سے پوچھوں کہ سات سالوں کے بعد جو تیس لوگ وزیرستان کے جرگے کے حوالے کیے گئے، ان کے سات سالوں کا حساب میں کس سے لوں؟ میں نے missing

persons جو کہ بلوچ، پختون، پنجابی، سندھی، پاکستانی missing persons ہیں، ان کا درد بیان کیا لیکن میں انہیں بازیاب نہیں کرواسکا۔ میں اس کا اعتراف کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین ! ہاں، یہ ہے کہ ختم نبوت کا دفاع، ناموس رسالتؐ کا دفاع، حرمت قرآن کی آواز میں نے بلند کی۔ اسلام اور شعائرِ اسلام کے دفاع کی میں نے حتی الوسع کوشش کی جس میں کسی حد تک کامیابی ہوئی۔

جناب چیئرمین ! میں نے مافیاز کو expose کیا، وہ مافیاز جو ہمارے غریبوں کا خون چوس رہے ہیں۔ ان میں شوگر مافیا، آٹا مافیا، سریہ مافیا، سیمنٹ مافیا، پرائیویٹ بجلی گھر مافیا اور فارما مافیا جو سب سے مضبوط ہے، جو ہمارے غریبوں کا خون چوس رہا ہے، میں نے بلاخوف و خطر ان مافیاز کو expose کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں نے ان کے خلاف بولا ہے۔ اس بولنے کی وجہ سے مجھے دھمکیاں ملی ہیں۔ اس بولنے کی وجہ سے مجھے ڈرایا دھمکایا گیا ہے۔ مجھے لالچ بھی دیا گیا ہے لیکن میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میں ڈٹا رہا، میں کھڑا رہا اور میں نے ایک لمحے کے لیے بھی کبھی اپنے اصولوں پر compromise نہیں کیا۔ اس وجہ سے میں آپ کو بتاؤں، میں پہلی مرتبہ آپ کو بتا رہا ہوں کہ میں نے ان چھ سالوں میں اپنے ہر قسم کے جائز کاروبار سے اپنے آپ کو دور رکھا۔ میں نے کوئی پلاٹ نہیں لیا، کوئی پرمٹ نہیں لیا، کوئی ٹھیکہ نہیں لیا، کوئی tax evasion نہیں کی۔ میں آج اس ایوان کے توسط سے اپنے پورے مالیاتی معاملات کو احتساب کے لیے پیش کرتا ہوں۔ میں نے اللہ کے حضور جوابدہی کی سوچ سے اپنے مالیاتی معاملات کو maintain کیا ہے۔ جب آپ اللہ کے حضور اپنی جوابدہی کی سوچ سے مالیاتی معاملات کو maintain کرتے ہیں، دنیا کے ادارے پھر اس میں کوئی کمزوری نہیں پاسکتے۔ میں آج اپنے مالیاتی معاملات کو اپنے احتساب کے لیے پیش کرتا ہوں۔ میں جائز کاروبار سے دور رہا اور اب جب میں سینیٹ سے ریٹائر ہو رہا ہوں تو کم از کم مجھے یہ آزادی ہوگی کہ میں کاروبار کر سکوں گا، کوئی بزنس کر سکوں گا۔ گو کہ یہ جائز کام تھا لیکن میں نے اس لیے کیا کہ کم از کم وہ میری یہاں سینیٹ کی کارکردگی میں رکاوٹ نہ بنے۔

جناب چیئرمین ! آخر میں اپنی گفتگو سمیٹتے ہوئے، میں چند باتیں مسائل کے حل کے حوالے سے کروں گا۔ سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ اگر ہم پاکستان کو track پر لانا چاہتے ہیں تو آئین کے اندر civilian supremacy کا اصول دیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت civilian

supremacy نہیں ہے۔ کور کمانڈرز کانفرنس نے ابھی کل پرسوں پریس ریلیز جاری کی کہ ہمارا الیکشن میں کوئی کام نہیں تھا۔ یہ اکیسویں صدی کا سب سے بڑا مذاق تھا۔ پریس ریلیز سے وضاحتیں نہ کرو، اقدامات سے وضاحتیں کروں، اپنے عمل سے ثبوت دو کہ آپ کا الیکشن اور سیاست میں کوئی کام نہیں ہے، تب عوام مانیں گے۔ اس لیے civilian supremacy بنیاد ہے۔ جب ایک سابق وزیر صاحب کہتے ہیں کہ جنرل باجوہ اور جنرل فیض، پارلیمنٹ سے قانون سازی کرواتے ہیں، بائیس گریڈ اور اکیس گریڈ کا افسر، پارلیمنٹ کو اٹھاتا اور بٹھاتا ہے تو جناب چیئرمین! اس آئین کے مطابق کہاں civilian supremacy ہے؟ یہ بات یاد رکھیں جب تک بابائے قوم کے vision کے مطابق true democracy نہیں ہو گی، hybrid democracy ہو گی اور civilian supremacy نہیں آئے گی، کبھی معاشی مسائل حل نہیں ہو سکتے، کبھی سیاسی مسائل حل نہیں ہو سکتے، کبھی پاکستان ملکوں کو برادری میں سر اٹھا کر نہیں چل سکتا۔ پاکستان کی بقا کی بنیاد civilian supremacy ہے۔ پاکستانی فوج، پاکستان کی سالمیت کے لیے ضروری ہے، پاکستان کی انٹیلی جنس ایجنسیاں، پاکستان کی سالمیت کے لیے ضروری ہیں، تحفظ اور دفاع کے لیے ضروری ہیں، اس تناظر میں ہمیں ان سے پیار ہے لیکن سیاست اور انتخابات کے معاملات میں مداخلت، حلف کی بھی خلاف ورزی ہے، دستور کی بھی خلاف ورزی ہے اور پاکستان کے ساتھ کوئی نیکی نہیں ہے۔ اس لیے اس کے حوالے سے ہم تنقید کرتے رہیں گے۔

جناب چیئرمین! دوسری بات، میں سیاسی جماعتوں پر تنقید نہیں کرتا۔ میں نے یہاں کبھی بھی ایک تو ذاتی تنقید نہیں کی، شخصیات کی تنقید نہیں کی، میں نے ہمیشہ اصولی بات کی ہے۔ کسی کی سخت بات بھی ہوئی ہے تو میں نے اس کو برداشت کیا ہے۔ سیاسی جماعتوں پر بہت زیادہ تنقید ہوتی ہے، میں ان پر تنقید نہیں کرتا لیکن میں جاتے جاتے یہ کہوں گا کہ سیاسی جماعتوں کو internal democracy لانی چاہیے۔ سیاسی جماعتوں کو performance delivery پر نظر رکھنی چاہیے۔ سیاسی جماعتوں کو نظریاتی ورکر کو اہمیت اور حیثیت دینی چاہیے۔ DNA کی بنیاد پر عہدے تقسیم نہ کریں، meritocracy کا خیال رکھیں۔ اہلیت اور merit کی بنیاد پر فیصلے کریں۔ میں سیاستدانوں پر زیادہ تنقید اس لیے نہیں کرتا کہ ان پر ویسے بھی تنقید بہت ہوتی ہے۔ ابھی آپ دیکھیں کل بھٹو ریفرنس کا فیصلہ آیا ہے۔ آپ دیکھیں کہ 45 سالوں کے بعد اس قوم کے ایک منتخب وزیر اعظم

کو انصاف نہیں دے سکے، صرف غلطی تسلیم کر سکے ہیں۔ کسی جج کے ساتھ کبھی یہ کام ہوا ہے جو ایک منتخب وزیر اعظم کے ساتھ ہوا ہے؟ کسی جرنیل کے ساتھ کبھی یہ کام ہوا ہے جو منتخب وزیر اعظم کے ساتھ ہوا ہے؟

میں اس فیصلے کا سوال نمبر 4 پڑھتا ہوں، مجھے دکھ ہے جو کہ چیف جسٹس نے لکھا ہے۔ صدارتی ریفرنس کے چوتھے نمبر کے سوال میں لکھا تھا، کیا شہید ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف مقدمہ قتل کا فیصلہ قرآن مجید اور نبی کریم ﷺ کی سنت میں مذکور اسلامی قوانین کے تقاضے پورے کرتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو کیا موجودہ مقدمہ، توبہ کے تصور کے تحت آتا ہے جس کا صریح ذکر قرآن مجید کی درج ذیل آیات میں ہوتا ہے۔ سورۃ النساء کی آیات ۱۷ تا ۱۸، سورۃ البقرۃ کی آیات ۱۵۹، ۱۶۰ اور ۲۲۲، سورۃ المائدۃ کی آیت ۳۹، سورۃ الاعراف کی آیت ۱۵۳، سورۃ النحل کی آیت نمبر ۱۱۹ جبکہ سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر ۸۲۔ نیز سنن ابن ماجہ کی حدیث نمبر ۴۲۵۰۔ توبہ کے تصور کے اثرات اور نتائج کیا ہیں؟ اس پر عدالت نے کیا کہا ہے؟ رائے: اس سوال پر ہمیں کوئی معاونت نہیں دی گئی، اس لیے اس پر رائے دینا مناسب نہیں ہے۔ مجھے بہت دکھ ہے۔ آپ کے پاس وفاقی شرعی عدالت ہے، آپ نے قرآن و سنت کی رُو سے ظلم کیا ہے۔ آپ کے پاس اسلامی نظریاتی کونسل ہے، آپ ان سے رائے لے سکتے تھے۔ سیاستدانوں کے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ اس لیے میں سیاسی جماعتوں کے political workers سے بھی کہتا ہوں، آپ کے اوپر سب لوگ تنقید کرتے ہیں لیکن آپ ایک دوسرے پر تنقید نہ کریں۔ ایک دوسرے کا ساتھ دیں۔ مجھے دکھ ہے۔ کل عدالت نے اپنے خلاف فیصلہ سنایا ہے۔ کل عدالت نے جو کہا ہے، بہت تھوڑا ہے، بہت تھوڑا ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہ عرض کروں گا کہ سیاسی جماعتیں مذاکرات کریں، civilian supremacy کو ensure کرنے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھیں، ایک دوسرے کو راستہ دیں، مذاکرات کریں، non-elected forces کو دھکیلنے کے لیے ایک ہی نکتے پر متفق ہو جائیں کہ یہ ملک عوام کا ہے، حقِ حکمرانی ان ہی کا حق ہے اور وہ chosen نمائندے اور پارلیمنٹ کے ذریعے اسے استعمال کریں گے۔ اس کے لیے اتفاق کریں۔ جتنے بھی سیاسی قیدی ہیں، انہیں رہا کریں۔ سیاسی قیدیوں کو رہا کریں، عمران ریاض کو رہا کریں، اسد طور کو رہا کریں، صحافیوں کو رہا کریں۔ میڈیا آپ کا ہراول دستہ ہے، جمہوریت کا ہراول دستہ ہے، دستوریت کا ہراول دستہ،

fundamental rightsکاہراول دستہ ہے۔ کبھی بھی میڈیا کی آزادی کوcompromise نہ کریں ورنہ یہ پھانسی سیاستدانوں کے گلے میں پڑے گی۔ سیاستدانوں کے قتل کا باعث بنے گی۔ اس لیے صحافت کو ہتھکڑیاں نہ ڈالیں، زنجیریں نہ ڈالیں۔ اسد طور، عمران ریاض یا کوئی بھی دوسرا صحافی ہو، ان سب کو رہائی ملنی چاہیے۔ سیاسی قیادت، عمران خان، باقی سیاسی لیڈرز جتنے بھی ہیں، ان کو رہائی ملنی چاہیے۔ سیاستدانوں کوایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر بات کرنی چاہیے۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں ایک بات کروں گا۔ میں اسلام آباد میں چھ سال رہا۔ مجھے hikingکا بہت شوق ہے۔ میں ہفتے میں تین دن 5 trailاور 3 trailپر جاتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیزیں ہماری آئندہ نسلوں کی امانت ہیں۔ اسلام آباد کے اس فطری ماحول کو اور مارگلہ کے قدرتی ماحول کا تحفظ کرنے کے لیے، یہ چونکہ پارلیمنٹ کے اختیار میں آتا ہے، اس لیے میں یہ بات کررہا ہوں، خصوصی طور پر کوشش کرنی چاہیے کہ ہم یہاں کے پہاڑوں کو، یہاں کے جنگلوں کو، یہاں کے قدرتی چشموں کو محفوظ کرسکیں۔ آئندہ نسلوں کی خاطر اسلام آباد کی natural beauty اور اس کے فطری حسن کو محفوظ کرنے کے لیے اس پارلیمنٹ کو ضرور کوشش کرنی چاہیے۔

جناب چیئرمین! میں سینیٹ سے ریٹائر ہورہا ہوں، مشن سے نہیں، سیاست سے نہیں۔ اب میں پارلیمنٹ میں نہیں ہوں گا لیکن سڑکوں پر پارلیمنٹ لگاؤں گا، چوکوں اور چوراہوں میں civilian supremacyکے لیے، دستوریت کے لیے، fundamental rightsکے لیے اور میڈیا کی آزادی کے لیے۔ یہ عوام کی پارلیمنٹ ہوگی، سڑکوں کے اوپر، چوکوں اور چوراہوں کے اوپر، اس مشن کو جس طرح یہاں جاری رکھا ہے، ان شاءاللہ، اسی طرح باہر publicمیں اور عوام کے اندر میں اس کو جاری رکھوں گا۔ پاکستان زندہ باد، اسلام زندہ باد، پاکستان کے بہادر عوام زندہ باد، جمہوریت اور پارلیمنٹ زندہ باد۔ بہت شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر شاہین خالد بٹ صاحب۔

Senator Shaheen Khalid Butt

سینیٹر شاہین خالد بٹ: شکریہ، جناب چیئرمین! میں کوشش کروں گا کہ وہ تمام باتیں جو میرے colleagues نے پچھلے دو، تین دن بیان کی ہیں وہ repeat نہ کروں۔ میں with a bit of difference mostly ان سے agree کرتا ہوں۔ آپ کا خاص طور پر شکریہ کہ آپ نے ڈپٹی چیئرمین ہوتے ہوئے بھی ہمیشہ colleagues کو فون کرکے خیریت دریافت کی۔ مجھے اجازت دیں کہ میں ایک چھوٹے سے واقعے کو بیان کروں جو ایک مہینہ پہلے سخت سردی میں پیش ہوا۔ میں لاہور سے سخت سردی میں یہاں گیارہ بجے آیا تو گیس نہیں تھی، ہیٹر نہیں تھا اور electric heater بھی نہیں تھا، جب میں نے caretaker سے بات کی تو انہوں نے مجھے صاف جواب دیا کہ ہمارے پاس heater نہیں ہے۔ وہ ایسا وقت تھا کہ میں بازار سے heater نہیں خرید سکتا تھا تو میرے پاس ایک ہی choice تھی، میں نے صادق سنجرانی صاحب کو فون کیا، مجھے خدشہ تھا کہ شاید وہ اس وقت سوئے ہوئے ہوں لیکن میرے پاس کوئی دوسری choice نہیں تھی۔ میں نے ان سے کہا کہ میرے پاس heater نہیں ہے اور میرے پاس ایک choice یہ ہے کہ میں واپس لاہور چلا جاؤں، میں نے اتنی بات ہی کی تھی تو چیئرمین سینیٹ نے کہا کہ آپ فکر مت کریں میں آپ کو ابھی heater بھیج دیتا ہوں۔ انہوں نے most likely اپنے گھر سے heater بھیجا تو مجھے احساس ہوا کہ ایوان کے تمام ممبران، چیئرمین اور ڈپٹی چیئرمین we all are one family. انہوں نے مجھے اس طرح treat کیا۔ میرے خیال میں شاید قانونی طور پر یہ ان کی ذمہ داری نہیں تھی لیکن مجھے بہت اچھا لگا اور feel ہوا کہ he owns the House. آج وہ یہاں موجود نہیں ہیں، میں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے علاوہ بھی انہوں نے ہمیشہ سینیٹ کے ممبران، staff اور دوسرے لوگ جو کسی بھی حوالے سے اس ایوان سے منسلک ہیں، ان کا خیال رکھا۔

جناب چیئرمین! سینیٹ سیکرٹریٹ کے تمام عملے، senior to junior, door keepers اور وہ دوست جو ہمیں lobbies میں serve کرتے ہیں، ان تمام کا بہت شکریہ کہ انہوں نے ہمیں ہمیشہ یہ feel کروایا کہ

we all are one body irrespective of our political beliefs.

جناب چیئرمین! میں صرف دو معاملات کے بارے میں مختصر بات کروں گا، ان میں ایک overseas کے بارے میں ہے اور دوسری کشمیر کے بارے میں ہے۔ جناب چیئرمین! حال ہی میں ایک sub-Committee سینیٹر رخسانہ زبیری صاحبہ کی سربراہی میں بنائی گئی۔ جب کام شروع کیا گیا تو مجھے محسوس ہوا کہ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں، میں نے میڈم سے کہا کہ ہم اتنے دنوں میں کیا achieve کر سکیں گے, but she is such a challenging lady, انہوں نے کہا کہ آپ دیکھیے گا میں یہ کرکے دکھاؤں گی، hats off to her, ہم نے ان کے ساتھ کام ضرور کیا لیکن mainly it was her effort and I appreciate that. انہوں نے overseas Pakistanis جن کے لیے وہ ہمیشہ احساس بھی کرتی ہیں اور درد بھی رکھتی ہیں، انہوں نے very comprehensive report بنائی، کل آپ نے اسے یہاں پڑھا بھی ہے۔ اس میں انہوں نے بہت سارے points highlight کیے، ان میں ایک point جس میں میری ذاتی دلچسپی بھی ہے، میں اس سلسلے میں تھوڑا ذکر کرنا چاہتا ہوں اور وہ overseas Pakistanis کی welfare کے بارے میں ہے۔ یہ وہ طبقہ ہے جس کے بارے میں تمام پارٹیاں claim کرتی ہیں اور benefits بھی لیتی ہیں، صرف یہی نہیں، آپ کے علم میں ہے کہ revenue کی شکل میں 30 billion dollars سے کئی زیادہ ہم جو رقم وصول کرتے ہیں، یہ تمام overseas Pakistanis کی efforts سے آتے ہیں۔ ہم ان کو claim کرتے ہیں اور جہاں ضرورت پڑتی ہے تو وہاں انہیں استعمال بھی کرتے ہیں لیکن میں معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ ان کی welfare کے لیے کوئی بہت زیادہ کام نہیں کیا گیا۔

جناب والا! اس سلسلے میں پنجاب حکومت نے آج سے دس سال پہلے جب میاں شہباز شریف پنجاب کے وزیراعلیٰ تھے، انہوں نے اُس وقت Overseas Pakistanis Commission کے نام سے ایک ادارہ بنایا، وہ اب بھی موجود ہے۔ مجھے اس کے پہلے پانچ سالوں کی performance یاد ہے کہ پہلے تین سالوں میں they addressed and resolved more than 18000 complaints to the satisfaction of the complainants completely. انہوں نے بہت اچھی performance

دی۔ جناب چیئرمین! ہم اس کے بعد مسلسل efforts کرتے رہے کہ یہ ادارے تمام صوبوں میں ہونے چاہییں لیکن اس میں ہمیں خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین! سینیٹر رخسانہ زبیری نے اس کمیٹی کی recommendations میں یہ بھی recommend کیا ہے کہ اس پر efforts کی جائیں اور دوسرے تمام صوبوں میں Overseas Pakistanis Commission کی طرح کے ادارے بنائے جائیں تاکہ تمام overseas Pakistanis کی welfare, problems جو پاکستان کے حوالے سے ہوں، ان کے والدین کے حوالے سے، ان کی families کے حوالے سے ہوں تو ہم ان problems کو address کرنے میں ان کی مدد کر سکیں۔

جناب چیئرمین! کشمیر کے حوالے سے سوائے شرمندگی کے ہمارے پاس اور کچھ نہیں ہے۔ پچھلے چھ سالہ دور میں ہماری کوئی ایسی performance نہیں ہے جسے ہم claim کر سکیں۔ کشمیر کے بارے میں سوائے یہ کہ ہم کشمیریوں سے معافی مانگیں اور یہ accept کریں کہ ہم نے ان کے بارے جو ہماری ذمہ داریاں تھیں، وہ ہم نے پوری نہیں کیں بلکہ ان پر کوئی امید بھی نہیں دلائی گئی۔ میں کشمیریوں کے مسائل کو یہاں highlight نہیں کروں گا، ہم سب کو ان کا علم ہے، routine کے مطابق ہمیں ہر daily information ملتی ہے لیکن کشمیر کے بارے میں ہماری جو ذمہ داریاں ہونی چاہییں تھیں، میں سمجھتا ہوں کہ ان پر 2% بھی کام نہیں کیا گیا۔ ہمارے کشمیری بھائی جو suffer کر رہے ہیں، جو مائیں suffer کر رہی ہیں، جو ہمارے دوست، ہمارے بھائی، ہماری بہنیں ابھی تک کتنے عرصے سے قید میں ہیں، یٰسین ملک صاحب کو آپ دیکھ لیں کہ وہ کس حالت میں ہیں۔ ان کی بیٹی اور بیوی یہاں پریشان ہیں اور ان کی بچی میرے خیال میں اب دس، بارہ سال کی ہو گئی ہے اور اس نے اپنے باپ کو دیکھا تک نہیں ہے۔ اس طرح اور بہت سارے مسائل ہیں جن پر ہم نے کوئی پیش رفت نہیں کی۔ میری خواہش ہے کہ ہمارے بعد جو سینیٹر حضرات یہاں تشریف لائیں، کشمیر کمیٹی اور انسانی حقوق کی کمیٹی کے حوالے سے جو کام کریں گے تو وہ ان دو چیزوں پر غور کریں گے۔

جناب والا! میں نے آپ سے جیسے گزارش کی کہ overseas Pakistanis کے بارے میں بہت کام ہونے والا ہے، سوائے اس کے کہ ہم political advantage لینے کے لیے ان کی efforts کو claim کریں، ان کے لیے بھی کچھ کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، سینیٹر محمد اکرم صاحب۔

Senator Muhammad Akram

سینیٹر محمد اکرم: شکریہ، جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے چیئرمین سینیٹ صادق سنجرانی صاحب اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہمیں passionately سنا۔ میں سب سے پہلے اپنی جماعت کے ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے اس ایوان کے لیے منتخب کیا تھا۔ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ میں بغیر پیسے کے سینیٹر بنا۔ آپ کو پتا ہے کہ عام طور پر بلوچستان میں یہ مشہور ہے کہ سینیٹ کے الیکشن کے دوران وہاں منڈی لگتی ہے لیکن اس مرتبہ 2024 کے elections میں ہماری پوری اسمبلی بھی منڈی بنی، جس نے زیادہ پیسے دیے، انہیں جتوایا گیا۔

جناب والا! میں یہاں اپنی جماعت اور بلوچستان کے سیاسی، سماجی اور معاشی مسائل پر گفتگو کرتا رہا ہوں لیکن کہیں کامیابی اور کہیں ناکامی ہوتی ہے۔ میں نے خصوصاً missing persons کے حوالے سے بارہا گفتگو کی ہے لیکن اس میں مجھے کامیابی نہیں ہوئی۔ میں بلوچستان کے بارے میں کہتا رہا ہوں کہ سیاسی dialogue ہونے چاہییں کیونکہ بلوچستان جو پاکستان کا future بھی ہے لیکن اس میں بھی کوئی سنجیدگی نہیں دکھائی گئی۔ میں اس دوران مختلف کمیٹیوں میں رہا جن میں خصوصاً موسمیاتی تبدیلی، بحری امور اور مواصلات ہیں۔ میں نے وقتاً فوقتاً ان میں اور دوسری کمیٹیوں میں اپنی تجاویز دیں لیکن یہاں صرف گفتگو ہوتی ہے، اپنی رائے دینی ہوتی ہے اور ان پر کوئی عمل نہیں ہوتا۔ آزادی کے 75 سال ہوگئے ہیں۔ پاکستان کے عوام نے کبھی جمہوریت، کبھی آمریت، کبھی صدارتی نظام اور کبھی پارلیمانی نظام دیکھا اور ہم کبھی ترقی اور خوشحالی کی طرف گامزن نہیں ہوئے۔ ہندوستان، چین، جنوبی کوریا، جاپان اور بنگلہ دیش نے ہمارے ساتھ یا بعد میں آزادی حاصل کی یا اسی طرح اپنی ترقی کا آغاز کیا لیکن وہ ہم سے بہت آگے نکل گئے۔ شاید ہماری طرز حکمرانی میں کوئی خامی یا کمی ہے۔ مجھے آپ کی توجہ چاہیے۔ ملک میں وفاق اور صوبوں کے درمیان تضاد، قدامت پرست اور جدید سوچ رکھنے والوں کے درمیان تضاد، اقلیت کے ساتھ رویہ، عسکری قوت، عدلیہ اور پارلیمانی

اداروں کے درمیان اختیارات کی کشمکش، جاگیرداروں اور کسان کے درمیان جھگڑا، سرمایہ دار اور مزدور کے درمیان تضاد اور Establishment اور سیاسی جماعتوں کے درمیان اقتدار اور اختیار کی کشمکش رہی ہے۔ یہ سب ہم اپنی پوری سیاسی تاریخ میں دیکھ چکے ہیں۔ 1948 سے 1970 تک ہم One Man: One Vote نہیں کرا سکے۔ 1970 میں جب انتخابات ہوئے تو ملک دولخت ہوا۔ قائد اعظم کا پاکستان ٹوٹ گیا۔ باقی ملک پر آنے والے بیس سال تک ہم نے مارشل لاء دیکھا۔ اگر انتخابات بھی ہوئے تو بیشتر وزرااعظم اپنے پانچ سال مکمل نہیں کرسکے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا معاشرہ بجائے ترقی کے، تنزلی کا شکار ہے۔ ہم اپنے عوام کو روزگار، مکان، تعلیم اور صحت کی سہولیات نہیں دے سکے ہیں۔

جناب! 2018 میں جب ایوان بالا کے الیکشن ہوئے، ایوان اور آپ گواہ ہیں کہ ہمارے لیڈر میر حاصل خان بزنجو چیئرمین سینیٹ کے لیے لڑے۔ ہم نے اس وقت دیکھا کہ ایوان میں کیسے اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کیا گیا۔ میری انہی گنہگار آنکھوں نے یہ سب اس ایوان میں دیکھا۔ اسی طرح 2024 کے جنرل الیکشن میں بھی یہی کیا گیا۔ ہم نے Establishment کو من پسند امیدوارں کو کامیاب کراتے دیکھا۔ جب تک free and fair elections نہیں ہوتے، پارلیمنٹ بااختیار نہیں ہوتا اور وسائل کی منصفانہ تقسیم نہیں ہوتی تو ہم اسی طرح ایک مشکل state میں رہیں گے۔ یہاں میڈیا کبھی آزاد نہیں رہا اور صحافیوں کا قتل اور ان کی قید وبند ہوتی ہے۔ کسان، مزدور، چھوٹے کاروباری اور زمیندار طبقہ بدحالی کا شکار ہے۔ چھوٹے ملازمین کو دو وقت کی روٹی اور اپنے بچوں کی کفالت، تعلیم اور صحت کی پریشانی ہے۔ ہمارا ملک اشرافیہ، سول اور ملٹری بیوروکریسی کے لئے بہت اچھا ہے کیونکہ ان کے اچھے دن گزرتے ہیں۔ میں اپنی تقریر کو conclude کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے ان چھ سالوں میں جو کچھ کہا، وہ سب ریکارڈ پر ہے۔ ہم بلوچستان کی خدمت اور ملک کے مسائل کے لئے اتنی کامیابی حاصل نہیں کرسکے۔ اس دوران ہمارے بہت سارے سینیٹر صاحبان اللہ کو پیارے ہوگئے جن میں نجمہ آپا، ڈاکٹر سکندر میندھرو، رانا مقبول احمد، مشاہد اللہ خان، عثمان لالا، کلثوم بی بی، رحمٰن ملک اور میرے لیڈر میر حاصل خان بزنجو شامل ہیں۔ میں ان میں سے کسی کی کمیٹی میں بھی رہا ہوں اور ان سے سیکھنے کا بہت موقع بھی ملا ہے۔ ان کی گفتگو ابھی تک مجھے یاد ہے۔ میں اپنے لیڈر میر حاصل خان بزنجو کو کبھی بھی نہیں بھولوں

گا۔ وہ دس سال تک ایوان بالا کے رکن رہے۔ اس دوران انہوں نے بڑی خوش اسلوبی سے اپنی ذمہ داریاں نبھائیں اور بلوچستان اور اس ملک کے عوام کے لئے جو کچھ کہنا یا کرنا تھا،انہوں نے کیا۔ ہم 11مارچ کو اپنے چھ سال پورے کرکے retire ہورہے ہیں۔ جیسے ابھی سینیٹر مشتاق احمد نے کہا کہ سینیٹ کے بعد بھی ہماری سیاست جاری رہے گی اور اسی میں ہمارے عوام کی خدمت ہے۔ میری خواہش ہے کہ یہ ملک جمہوری ہو، عوام خوشحال ہوں اور وہ ایک بہتر زندگی گزار سکیں۔ میں آخر میں اپنے دوستوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے احسن طریقے سے سنااور آپ کا بھی شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر اکرم صاحب! ویسے میں بھی 11مارچ کو retire ہو رہاہوں۔ سینیٹر سیف اللہ ابڑو! آپ کاmic on ہے۔ کیاآپ نے قائمہ کمیٹی برائے بجلی کی رپورٹ پر بات کرنی ہے؟

Senator Saif Ullah Abro

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: شکریہ، جناب چیئرمین! ہمیں اس بات پر افسوس ہے کہ ہمارے دوست اپناtenure complete کرکے جارہے ہیں۔ وہ ہمارے بھائی ہیں۔ میں ان دوستوں کو سلام پیش کرنا چاہتا ہوں۔ سیاسی جماعتوں کے درمیان باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اگر اس دوران ایوان یا کسی اور جگہ ایسی کوئی بات ہوئی ہے تو میں ان سے معافی چاہتا ہوں۔ امید کرتا ہوں کہ ان میں سے کافی سارے دوست دوبارہ ہمیںjoin کریں گے۔ دوسری بات یہ کہ آج کمیٹی کی رپورٹ آئی ہے۔ کافی دوستوں نے باتیں کی۔ کم و بیش سارے دوستوں کی تقاریر کاconclusion ایک ہیpoint پر ہے کہHouse کو جس طرح اپناpart play کرنا چاہیے، وہ اس طرح نہیں کررہی ہے۔ سب نے یہی کہا کہ جو ہم چاہتے ہیں یا جو House کی responsibility ہے، وہ چیزیں نہیں ہوتی ہیں۔ کافی دوستوں نے بہت ساری تجاویز بھی دی ہیں۔ حقیقت میں، میں ان دوستوں کی باتوں سے صحمت ہوں کہ political dialogueہونا چاہیے۔ Political parties کو کبھی بھی اپنے دروازے بند نہیں کرنے چاہیے۔ آپس میں بات کرنے کی روایت ہونی چاہیے۔ جب اپریل 2022 سے ہماری حکومت گئی ہے تو ہماری لیڈرشپmostly House میں بیٹھتی نہیں ہے کیونکہ انہیں اتنا وقت نہیں ملتا کہ وہ دوسرے دوستوں کے ساتھ مل کر چیزیںdiscuss کریں۔ بہر حال میں اپنی اوراپنی پارٹی کی طرف سے یہ offer قبول کرتا ہوں اور ان دوستوں کو

welcome کرتا ہوں جو یہ چاہتے ہیں کہ ساری پارٹیاں ایک ساتھ بیٹھیں۔ پاکستان کے عوام کی بہتری کے لئے ہمیں بیٹھنا چاہیے۔ میں ان سے ایک التجا کرتا ہوں۔ آئیں، اب یہ شروع کرتے ہیں۔ الیکشن جیسا بھی ہوا، جس کو جیسی سیٹیں ملیں، یہ بعد کی بات ہے۔ اب چیزیں election tribunals میں ہیں۔ ہم سب کہتے ہیں کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا ہے لیکن ہمیں یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے اور آپ کو بھی پتہ ہے کہ tribunal کا decision پانچ سال میں نہیں آتا ہے۔ چلیں جب بھی اس کا فیصلہ آتا ہے لیکن سب سیاسی پارٹیوں کو ان کا حق مل گیا ہے۔

جناب! ہمارے جن دوستوں کی یہ desire ہے کہ PTI ہمارے ساتھ بیٹھے تو میں commitment کرتا ہوں کہ ہماری پارٹی بیٹھے گی۔ آپ start کریں۔ آپ کو اپنا حق مل گیا ہے لیکن آپ نے الیکشن کمیشن آف پاکستان کے اس فیصلے کو deny کرنا ہے جس سے جان بوجھ کر ہمیں ہماری مخصوص نشستیں نہیں دی گئیں۔ آپ الیکشن کمیشن کو یہ جواب دیں کہ PTI کی مخصوص نشستیں ہمیں نہیں چاہیے اور آپ انہیں disown کریں۔ یقین کریں ہماری پارٹی پھر آپ کے ساتھ کھڑی ہو گی۔ ہمارے بہت سارے دوستوں نے کہا کہ الیکشن سے متعلقہ اداروں کو مضبوط ہونا چاہیے۔ Election Commission of Pakistan بھی ایک ادارہ ہے۔ آپ نے اس کی حالت دیکھی ہے۔ اس کی حالت اس یتیم بچے جیسی ہے جو کوئی decision نہیں لے پاتا۔ ایک غلطی پر دوسری غلطی کیے جارہا ہے۔ ابھی ان کو within 14 days Form 45 upload کرنے چاہیے تھے، وہ نہیں کرسکے۔ انہوں نے کل پرسوں upload کیے ہیں، آپ پورے میڈیا میں دیکھیں، یقیناً انہوں نے تکلیف اٹھائی ہے۔ یقین کریں کہ مجھے الیکشن کمیشن کے لیے احساس ہے۔ اگر یہ صحیح الیکشن کرواتے تو ان کو اتنی تکلیف نہ اٹھانی پڑتی۔ صرف Form 45 پر overwriting دیکھیں کہ اگر 1 ہے تو اسے 9 کیا گیا ہے، کوئی zero ہے تو اسے 8 کیا گیا۔ یہ کیا ہے؟ میں سب دوستوں کو کہتا ہوں کہ آئیں سب مل کر الیکشن کمیشن کو بچائیں۔ ہمیں یہ کرنا چاہیے۔ ہمیں آگے بڑھنا ہے۔ آپ یقین کریں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابڑو صاحب! اگر آپ اس رپورٹ پر بات کرلیں۔ وہ ضروری ہے، آپ نے اس کمیٹی میں کافی کام بھی کیا تھا۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: جناب! میں اسی پر آتا ہوں۔ ہم آپس میں بیٹھ سکتے ہیں۔ میں مولانا صاحب سے بھی التجا کرتا ہوں، کم از کم انہوں نے الیکشن کو بھی oppose کیا ہے۔ ان کو کم از کم مخصوص نشستیں نہیں لینی چاہییں۔ ممکن نہیں ہے کہ آپ کو سات سیٹوں پر نو مخصوص نشستیں مل جائیں۔ اگر یہ سیٹیں آپ لے کر آگے بڑھیں گے تو پی ٹی آئی کیسے آپ کے ساتھ چل سکے گی؟ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں، میں اپنی قیادت کو منت سماجت کروں گا۔ آئیں، آپ starting لے لیں۔ آپ Form 45 کو بھی چھوڑ دیں۔ اگر الیکشن کمیشن مضبوط نہیں ہوتا تو اکرم بھائی، مشتاق صاحب، بزنجو صاحب، سارے دوست بیٹھے ہیں، یہ معاملہ کبھی بھی ختم نہیں ہوگا۔ ہم اس ادارے کو تو مضبوط کر کے آگے چلیں۔ میں آپ کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں، جس طریقے سے آپ ایوان کو چلا رہے ہیں، وہ قابل تعریف ہے۔ یہی خاندانی روایات کی نشانی ہوتی ہے۔ آپ نے خوش اسلوبی، اخلاق اور محبت سے ایوان کو چلایا ہے، میں آپ کو سلام پیش کرتا ہوں۔ بعض لوگوں کو عہدہ مل جاتا ہے تو وہ اپنی حیثیت ہی بھلا دیتے ہیں۔

جناب! میں ابھی کمیٹی کی رپورٹ پر آتا ہوں۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ میں نے اس کمیٹی میں کام کیا۔ اس وقت میں کمیٹی کا چیئرمین نہیں ہوں۔ جب میں نے ایجنڈا دیکھا کہ یہ رپورٹ آئی ہے۔ مجھے تو fingertips پر یاد ہے کہ اس کمیٹی میں ہوا کیا تھا۔ اس کمیٹی کے جتنے اراکین یہاں بیٹھے ہیں، یقین کریں کہ اس کمیٹی نے جتنی محنت کی ہے، اس ایوان کو اس پر خوش ہونا چاہیے۔ رپورٹ کے صفحہ نمبر ۳ پر لکھا ہوا ہے کہ جون 2021 سے مارچ 2024 تک 55 meetings ہوئی ہیں۔ 55 meetings میں سے 52 meetings میں نے preside کی ہیں۔ اتنی رپورٹیں کسی کمیٹی نے بھی نہیں دی ہیں۔ میں قائمہ کمیٹی برائے داخلہ کا رکن رہا ہوں۔ اس کی شاید 52 meetings ہوئی ہیں، اس ایوان سے legislation زیادہ آتی ہے۔ اس کمیٹی میں purely Power Division کے matters تھے۔ پچھلی تین meetings سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب نے preside کی ہیں۔ اس رپورٹ کے pages 36 and 37 پر last 3 meetings کی کارروائی ہے۔ پہلی میٹنگ میں introduction ہے، دوسری میٹنگ میں ایسا کچھ خاص نہیں، چوتھی میٹنگ میں وہی ہوا ہے کہ پہلے سینیٹر سیف اللہ ابڑو اس کمیٹی کا چیئرمین تھا۔ بعد میں اس کی composition change کی گئی ہے، composition change

کرنے کے لیے یہ green book ہے،اس میں کہیں لکھا ہوا ہے؟ کوئی مجھے بتائے، رضا ربانی صاحب ابھی چلے گئے، کافی سینئر دوست بیٹھے ہیں، میڈم رخسانہ زبیری صاحبہ بیٹھی ہیں، تاج حیدر صاحب بیٹھے ہیں، یہ کہیں بھی نہیں لکھا ہوا ہے۔ وجہ کیا تھی، اس آخری میٹنگ میں، یقین کریں کہ میں کسی پر تنقید نہیں کرتا، کرنی بھی نہیں چاہیے، یہ ہمارا آخری اجلاس ہے، ہم خوشی سے ایک دوسرے کو الوداع کہیں لیکن افسوس ہوتا ہے کہ وہ projects 2 کی کرپشن تھی۔ اس کمیٹی نے تین سالوں میں جتنا کام کیا ہے، اس سے آپ سب بخوبی واقف ہیں۔ اس ایوان کے جو دوست کبھی کبھی کمیٹی میں as a mover آئے ہیں، ان کو کمیٹی کے کام پر ناز ہونا چاہیے۔ ہم نے Power Division کو اتنا expose کیا ہے، آج ملک میں معاشی بدحالی کا جو سبب ہے، اس میں ستر فیصد Power Division کی پالیسیاں ہیں، energy sector کی پالیسیاں ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ پرانا پاکستان، نیا پاکستان، پی ڈی ایم کا پاکستان، یہ سب ایک لائن میں کھڑے ہیں۔ تمام سیاسی جماعتیں ایسی کھڑی ہیں۔

جناب! میں آپ کو ایک اور مزے دار بات بتادوں۔ مجھ پر کافی دوست تنقید بھی کرتے تھے، جون 2021 میں جب میں کمیٹی کا چیئرمین بنا تو پہلی حکومتی مخالفت اس وقت نئے پاکستان کی تھی۔ اس وقت کا وزیر برائے پاور ڈویژن، پی ٹی آئی کا چشم و چراغ اور اُس وقت پنجاب کا کرتا دھرتا، اس جیسا حسین، ہونہار آدمی کبھی پی ٹی آئی میں پیدا نہیں ہوا، وہ تھے حماد اظہر صاحب۔ حماد اظہر کو سیف اللہ ابڑو سے بڑی تکلیف تھی۔ آپ لوگوں نے دیکھا ہے کہ میں ایسی کوئی عجیب بات کروں، blind بولوں۔ اگر غلط کام اپنی جماعت ہو تو اپنی party platform پر بھی میں نے بات کی ہوگی۔ میں نے اس ہاؤس میں پہلے بھی کہا ہے اور آج بھی کہہ رہا ہوں کہ he was the first person as a Minister who opposed me as Chairman of the Committee. وہ اس وقت کے Prime Minister کے پاس گیا کہ سیف اللہ ابڑو سے یہ کمیٹی واپس لے لیں، وہ ہمیں اور ہمارے department کو چلنے نہیں دے رہا ہے۔ یہ کسی جماعت کی بات نہیں ہے، وزارت میں ایسے officers بیٹھے ہیں جو سیاسی لوگوں کو چلنے نہیں دیتے، اس لیے ہمارے سیاسی لوگوں کو ان مسائل پر گرفت نہیں ہوتی۔

میں Civil Engineer ہوں، میں technocrat seat پر آیا ہوں، مجھے خوشی ہوتی ہے اگر میری کمیٹی میں میری ایک colleague بیٹھی ہیں رخسانہ زبیری صاحبہ کیونکہ وہ بھی engineer ہیں۔ اگر وہ میری کمیٹی میں ہوتی تو شاید ہم اس سے زیادہ کام کر پاتے۔ مجھے سینیٹر سیف اللہ خان نیازی، حاجی فدا محمد خان، حاجی ہدایت اللہ خان اور اسد اللہ خان جونیجو صاحب پر ناز ہے، یہ چار پانچ سینیٹرز ایسے تھے جو مستقل آتے تھے۔ چار چار گھنٹے ہماری میٹنگ چلتی تھی۔ We have exposed the corruption of bureaucracy of Power Division کہ انہوں نے IPPs میں کیسے کی۔ جب ہم اس ہاؤس میں بیٹھیں گے اور پارٹی سے بالاتر ہو کر سوچیں گے تب ہی جا کر ہم اس ملک کی بہتری، اس ہاؤس کی عزت و بقاء کے لیے کچھ کر سکیں گے۔ اگر آپ اس رپورٹ کے para No. 336, آخری تین صفحوں کو ملاحظہ فرمائیں، ان میں Dasu-Islamabad Transmission Line Project کا ذکر ہوا ہے۔ آپ یقین کریں، یہاں ہم mostly سنتے ہیں کہ جی سینیٹ کچھ بھی نہیں ہے، یہ سینیٹ ہی تھا جس نے Power Division کو اتنا مجبور کیا کہ انہوں نے ہمارے اس محکمہ سے، یہ نیچے ہمارا staff بھی بیٹھا ہے اور سیکرٹری صاحبان بھی بیٹھے ہیں، آپ ان سے پوچھیں کہ کیا سیکرٹری کمیٹی کبھی کمیٹی کے minutes of the meeting withdraw کر سکتا ہے؟ سیکرٹری کمیٹی، جس کا کام لکھنا ہے، کیا وہ سینیٹرز کی کمیٹی کے minutes of the meeting withdraw کر سکتا ہے؟ نہیں، کوئی قانون نہیں ہے لیکن اس کمیٹی میں دو بار ہوا۔ ایک سیکرٹری کمیٹی نے minutes of the meeting ختم کیے کہ یہ ہم جو inquiry کر رہے تھے، ہمیں چاہیے ہی نہیں۔ کیا یہ ہو سکتا ہے؟ مجھے تو تعجب ہے ان بھائیوں پر بھی ہے، یہ نیچے جو staff بیٹھا ہے، یہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ یہ کیسے illegal چیزوں کو support کرتے ہیں؟ نہیں کرنا چاہیے۔ یہ ہمارا ایوان ہے، چوبیس کروڑ عوام ہمیں دیکھتے ہیں۔

چیئرمین صاحب! پھر ایک acting Secretary آیا، پھر ایک Secretary کو چھٹی پر بھیجا گیا کہ یہ issue highlight نہ ہو۔ اتنا pressure تین سال میں رہا ہے اور خاص طور پر پچھلے ایک سال میں ان دو منصوبوں میں، Dasu-Islamabad Transmission Line Project پر ہم جب بھی بات کرتے تھے تو ہمیں پاور ڈویژن سے

ایک بھاشن آتا تھا۔ وزیر برائے پاور ڈویژن خط لکھے اور سینیٹ سے اس کو خط جائے کہ سینیٹ کی کمیٹی کا کوئی role ہی نہیں ہے لیکن ان سب دوستوں نے اور ہماری کمیٹی نے مل کر ان کو اتنا مجبور کیا کہ وہ ہماری سیکرٹری کمیٹی کے خط کے پیچھے چھپنے کی کوشش کرتے رہے کہ کوئی خط دے دیں تاکہ ہماری inquiry ختم ہو جائے، جو کبھی ہو نہیں سکتا، قانون نہیں ہے۔ یہ ہمارے سو سینیٹرز کی تضحیک ہے کہ ایک سیکرٹری کمیٹی اٹھ کر کہے کہ جو کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے، وہ ہمیں نہیں چاہیے۔

جناب! میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ جو بھی Committee proceedings ہوتی ہیں، ان کی recording ہوتی ہے، آپ کبھی recording تو چلوائیں۔ NTDC. کا staff مانتا ہے کہ ہم نے غلط tendering کی ہے۔ یہ pre- companies qualified نہیں تھیں۔ MD, NESPAK کہتا ہے کہ ACSR Bunting Conductor, میں جو ایک، ابھی نام نہیں لیتا، وہ چیز personal ہو جائے گی۔ ایک بڑی political figure کی second cousin کی کمپنی ہے۔ تاج حیدر صاحب بیٹھے ہیں، میں میڈم رخسانہ زبیری صاحبہ سے تھوڑی مدد بھی چاہوں گا، کبھی آپ نے سنا ہے کہ second lowest کو کام دیا جائے؟ یہ کبھی نہیں ہوتا۔ ACSR Bunting Conductor میں یہ ہوا کہ ایک کمپنی second lowest ہو کر پچھلے بیس سال سے کام لے رہی ہے۔ آپ Newage Cable Company کا نام سنتے آئے ہوں گے۔ ابھی ماشاء اللہ سے وہ دوسری بار بڑے عہدے پر آئے ہیں اور وہ ان کے قریبی رشتہ دار ہیں، یہ سینیٹر سیف اللہ ابڑو کا قصور تھا۔ میں ایک مزے کی بات بتاؤں۔ ہم جب پہلے کمیٹی میں آئے تو ہمیں briefing دی گئی کہ یہاں پر PEPCO,NTDC,DISCOs, GENCOs, IPPs and PPIP کے ادارے بھی ہوتے ہیں۔ جتنا اس کمیٹی نے کام کیا، میں نہیں سمجھتا کہ ماضی میں اس کی کوئی نظیر ملے گی۔ PEPCO جب آئی تو اچانک کچھ سالوں کے بعد، میرے دوست سیف اللہ خان نیازی، ہدایت اللہ صاحب اور حاجی فدا محمد صاحب بیٹھے ہیں، ہم نے Power Division Authority, PEPCO ختم کر دی پھر انہوں نے PPMC بنائی۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ یہ آپ نے کس وجہ سے کیا؟ جناب چیئرمین! انہوں نے کہا actually ہم PEPCO کو اس وجہ سے ختم کر رہے ہیں کیونکہ اس کی Power Division میں monopoly ہو گئی تھی، ہم اس کو ختم کرنا چاہتے

ہیں۔ پھر میں نے سوال کیا کہ پہلے آپ کے آفیسرز کون سے تھے؟ انہوں نے listدی۔ میں نے ان سے کہا ابھی کون ہیں؟ آپ سب دوستوں کو سن کر دکھ ہوگا، PEPCOکے ملازم دوسرا نام اوڑھ کرPPMCکے عہدیدار بن گئے اور ان میں سے ہی BoDs بنا، یہ اس ملک کے ساتھ مذاق ہے۔ اب تو ایک دو دن باقی ہیں، میں چاہوں گا ہمارے جو بھی دوست ایوان میں ہیں ہم مل کر ایسی legislationکریں کہ BoDs کے نام پر ان companiesکے ساتھ کھلواڑ ہو رہا ہے، ہمیں اس کو بند کرنا پڑے گا، ان میں کوئی لوہے والا، چھوہارے والا، گیٹ والا، کھجور والا، سی این جی والا اور رائس مل والا ہے، یہ آپ کی کمپنی کیسے چلا سکتے ہیں؟ ہمیں ان چیزوں سے نکلنا پڑے گا، جب تک ہم اس پر stayنہیں لیں گے، یہی آفیسر Power Division کی تباہی کے ذمہ وار تھے تو ان کو PPMCکا headکیوں بنایا؟ اس وقت پتا ہے کون تھا؟ اس وقت بھی نیا پاکستان تھا، افسوس ہوتا ہے۔ جناب چیئرمین! کوئی بھی پارٹی خراب نہیں ہوتی، پارٹی کے جو فرد ہوتے ہیں ان کا کردار بتاتا ہے کہ parties functionکیسے کرتی ہیں۔ اچھے لوگ بھی ہر پارٹی میں ہیں اور گندے لوگ بھی ہر پارٹی میں ہیں۔ آپ یقین کریں ایسی ایسی چیزیں ہوئی ہیں لازم ہے میں نے اپنے فورم پر بھی کہا ہوگا اور اپنی پارٹی میں بھی کہا ہوگا اور اس کے مقابلے میں مخالفت بھی برداشت کی ہوگی لیکن افسوس اس بات کا ہوا یہ جو اس کمیٹی کی آخری میٹنگ ہوئی اس میں اسی inquiryکو دفن کیا گیا۔ یہ اس رپورٹ کے page No.336 پر داسو اسلام آباد ٹرانسمیشن لائن دیکھیں، ہم اس کے لیے بیٹھے ہیں؟ ہم یہاں پر corruptionکو coverدینے کے لیے بیٹھے ہیں؟ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ مجھے ڈرانے اور دھمکانے کو بہت لوگ آئے، میں آپ کو کیا بتاؤں؟ ہمارے ایوان کے اور ہمارے colleagues آئے اور کہا یہ ہوجائے گا وہ ہوجائے گا، مجھے تو کبھی کبھی سلطان راہی یاد آجاتا تھا لیکن میں چپ کرکے چلا میں نے کہا ٹھیک ہے لیکن ہم being as politician اس green bookکی تو لاج رکھیں۔ یہ سارا staff بیٹھا ہے ہمارے دوست بیٹھے ہیں، اس میں compositions of Committees میں دیکھیں، آپ سب دوستوں کو حیرت ہوگی یہ Power Committee پہلی کمیٹی تھی جس کے 9 members changeکیے گئے، یہ کوئی بات ہے؟ ہم یہاں پر زیادہ تر آپ کے حوالے سے بھی سنتے ہیں، جب بھی Leader of the House کھڑا ہوتا ہے تو ہم اور Leader of the Opposition بھی چپ کرکے بیٹھ جاتے ہیں، ان کو floorملتا ہے۔۔۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان ظہر سنائی دی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جزاک اللہ۔ سینیٹر سیف اللہ ابڑو صاحب! جب بھی اس طرح کی کمیٹی کی رپورٹ پر discussion ہوتی ہے تو پھر motion move کیا جاتا ہے جس پر آپ brief discussion کر سکتے ہیں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: میں دو منٹ میں ختم کروں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے kindly آپ conclude کریں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: میں سینیٹر فیصل جاوید کی طرح نہیں چلاؤں گا لیکن دو منٹ میں ختم کروں گا، وہ جیسے کہتا ہے چیئرمین صاحب مجھے وقت دیں، میں اس کی طرح نہیں کہوں گا، بس مجھے تھوڑا وقت دیں۔ جناب چیئرمین! حقیقت سے یہ کمیٹی اور اس ایوان کی عزت ہے، آپ یقین کریں جو department کہتا تھا Standing Committees کا کوئی بھی استحقاق نہیں ہے وہ ان دو inquires کو چھپانے کے لیے ایسے اس کمیٹی میں چھپے، second last meeting میں ہماری کمیٹی میں ایک کمیٹی بنائی گئی، میں اس میں نہیں تھا۔ میری تو membership ختم کی گئی، اس کمیٹی نے کیا decide کیا؟ انہوں نے تین رکنی کمیٹی بنائی جس کا head sitting minister تھا اور MD NESPAK, یہ سب دوست گواہ ہیں آپ audio recording منگوائیں، MD NESPAK بار بار admit کرتا رہا کہ یہ دونوں tenders, blunder ہیں اور تیسرا Secretary Power Division کا head تھا جس کو ابھی انعام کے طور پر sitting PM صاحب کا Special Secretary بنایا گیا ہے۔ یہ تین لوگ کمیٹی کے تھے، کمیٹی بنائی کس نے؟ یہ Senate Standing Committee on Power نے بنائی۔ یہ تب ممکن ہوا جب ہم نے stand لیا اور وہ inquiry میں ایسے پھنسے، کبھی وہ ہمارے سیکرٹری کمیٹیز کے لیٹر کے پیچھے چھپنے لگے، کبھی ایک کمیٹی بنائی اور کہا گیا کہ آپ کمیٹی بنا ہی نہیں سکتے تو کیسے آپ ہماری کمیٹی کے notification میں جا کر رپورٹ دے سکتے ہیں۔ وہ آگے رپورٹ دیتا ہے۔ آپ کو پتا ہے اس نے report کا کیا حشر کیا؟ اس نے کہا کہ یہ ساری چیزیں چھوڑ دیں مطلب simple ہے اس پر مٹی پاؤ۔ پاکستان مٹی پاؤ سے نہیں چل سکتا۔ اس نے کمیٹی کا ایسا حشر کیا، ہم جب چھوٹے تھے تو ایک ڈرامہ جانو جرمن چلتا تھا، اس ڈرامے میں ایک آدمی UK سے پڑھ کر آتا ہے گاؤں میں انگلش بولنے کا مقابلہ ہوتا ہے کہ انگلش کس کی زیادہ اچھی ہے، جو بندہ UK سے آتا ہے

وہ قصہ بتاتا ہے ,once upon a time وہ اپنی UK کی ساری کہانی بتاتا ہے کہ UK میں یہ ہوا، وہ ہوا۔ اس نے بتایا there was a one glass of water, جج صاحبان نے کہا دیکھو اس نے ایک غلطی کی، گلاس کا لفظ کہا یہ تو سندھی زبان کا لفظ ہے۔ پھر جانو جرمن کی باری آئی اور اسے موقع دیا گیا تو وہ ایسے گھوما اور A,B,C,D to Z تک سنائی، سب نے کہا اس کی بلے بلے ہو گئی۔ ہماری اس کمیٹی کے ساتھ بھی جانو جرمن والا حشر ہوا ہے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں جو بھی کمیٹی کے change 9 members ہوئے ہیں، کسی کو یہ بھی علم نہیں ہوگا کہ اس کا agenda کیا ہے؟ اگر Dasu-Islamabad Transmission Line کی description ان کو آجائے تو میں Senator-ship سے استعفیٰ دیتا ہوں، تعجب یہ ہوا۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب بہت وقت ہو گیا ہے، شکریہ۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: اس ایوان کو، میں تو آپ سے بھی التجا کرتا ہوں، میرے خیال سے کل ہمارا آخری دن ہے، ہمارے کافی ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں، ہم آپ کے پاس ایک قرارداد لاتے ہیں، اس green book میں جتنی بھی powers ہیں جو ہٹائی گئی ہیں، ہمیں یہ واپس کر دیں۔ ہم summon نہیں کر سکتے، ہم Sub-Committee نہیں بنا سکتے، آپ ممبر کیسے change کر سکتے ہیں؟ ہمارا Leader of the Opposition چلا گیا ہم تو یتیم ہو گئے، اس نے ایسے یتیم کیا کہ آواز کیا اٹھائیں۔ میں اپنے پی ٹی آئی کے سینیٹرز، دوستوں کو سلام کرتا ہوں اتنی زیادتی کے باوجود انہوں نے اس ایوان میں ایک لفظ تک نہیں بولا، کمال کیا۔ ہماری بہن سینیٹر سعدیہ عباسی کہتی رہتی ہیں کہ ہم اپنے کسی سینیٹر کے Production Orders issue کرنے کی آواز اس ایوان میں نہیں اٹھاتے تو میرے خیال میں پی ٹی آئی کے اُن دوستوں کو سلام، انہوں نے ایک لفظ نہیں بولا، دوسری طرف اتنی زیادتیاں ہوئیں۔ میں اس ایوان میں واحد سینیٹر ہوں، میں نے بہت زیادتیاں برداشت کیں لیکن میں نے اپنی لیڈرشپ کے لیے اپنی پارٹی کے حق کے لیے کبھی compromise نہیں کیا۔ اگر ہمارے نئے پاکستان میں سینیٹر عرفان صدیقی صاحب کو ہتھکڑیاں لگیں تو میں نے اس کی بھی مذمت کی۔ میں نے شہباز گل کی گرفتاری کی بھی مذمت کی اور ہمیشہ حق سچ کی آواز اٹھائی۔

ہم اس ایوان میں موجود تمام ممبران آپس میں بہن بھائی ہیں مگر پارٹی سے بالاتر ہو کر چلیں اور کم از کم اس کتاب پر، Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012 پر چلیں تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ تبھی ہم پاکستان کی bureaucracy کو نکیل ڈال سکتے ہیں اور ان کے تمام غلط اقدامات کو روک سکتے ہیں۔آپ کا بہت شکریہ۔اچھا پانچ سیکنڈ پلیز۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہت شکریہ۔ سینیٹر کیشو بائی پلیز۔ اچھا ابھی پانچ سیکنڈ رہ گئے ہیں۔ مائیک کھولیں، پانچ سیکنڈ کے لیے، جی ابڑو صاحب۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو:آپ یقین کریں میں کوئی تنقید نہیں کر رہا ہوں، ایک ہوتی ہے آپ کی .Council of Chairmen اس ایوان میں سارے دوست موجود ہیں جو کہ ایوان کی کمیٹیوں کے چیئرمین ہیں۔ اس کمیٹی کے ممبران تمام Chairmen Senate Standing Committees ہوتے ہیں اور میں افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ ہمیں اس ایوان میں بطور کمیٹی چیئرمین تین سال ہو گئے ہیں Council of Chairmen کی ایک میٹنگ تک نہیں ہوئی۔ہم کہاں جائیں، اُس میں ہوتا ہے نا،ہم کمیٹی کے چیئرپرسنز اپنے دُکھ سناتے ہیں، ہم اپنی proceedings اوراپنی progress اور اپنے مسائل اٹھاتے ہیں،ایسا ہونا چاہیے۔

ہم اس ایوان میں ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں، ہم سب کرتے ہیں، میرے دیگر دوست بھی کرتے ہیں ان میں سینیٹر مشتاق احمد، چانڈیو صاحب، اکرم صاحب اور ہمارے عرفان صدیقی صاحب کہ اس ایوان کی اتھارٹی ہونی چاہیے۔اگر ہم اس ایوان کی اتھارٹی قائم کر لیں، کیا ہی اچھا ہو۔اگر تین سالوں میں اس ایوان کی Council of Chairmen کی میٹنگ ایک مرتبہ بھی نہیں بلائیں۔

جناب! اس سے بڑی زیادتی کیا ہو سکتی ہے کہ ایک سیکرٹری اور باہر کے ادارے کا ایک چیئرمین کہے کہ ہم اس کمیٹی چیئرمین کو تبدیل کرا دیں گے۔میں سلام پیش کرتا ہوں اسد اللہ جونیجو صاحب کو، میں سلام پیش کرتا ہوں پرنس احمد عمر کو، میں سلام پیش کرتا ہوں طلحہ محمود اور سینیٹر احمد خان کو، اُن کو کہا گیا کہ آپ vote of no confidence کے لیے ووٹ دیں، انہوں نے کہا کہ ہم کیسے حصہ لیں، سینیٹر ابڑو نے کمیٹی میں بہت اچھا کام کیا ہے۔میرے ان دوستوں نے vote

of no confidence میں حصہ نہیں لیا لیکن ہوا کیا، حصہ اُن لوگوں نے لیا، جنہوں نے ایک دن بھی کمیٹی میٹنگ میں شرکت نہیں کی تھی۔ بھائی آپ اس ایوان کو بے توقیر نہ کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہت شکریہ اپڑو صاحب، پانچ سیکنڈ ہو گئے ہیں۔ سینیٹر کیشو بائی پلیز۔

Senator Keshoo Bai

سینیٹر کیشو بائی: جناب، آپ کا بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے اس farewell session میں speech کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں سب سے پہلے اپنی قیادت کی شکر گزار ہوں۔ میں چیئرمین بلاول بھٹو صاحب، صدر آصف علی زرداری صاحب اپنی بہن فریال تالپور صاحبہ کی بے حد شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھ پر اعتماد کرکے تھرپارکر جیسے ایک backward علاقے سے اس ایوان میں نمائندگی دی۔ میری اس نمائندگی نے اور میری قیادت نے دُنیا کو ایک پیغام دیا کہ پیپلز پارٹی واحد جماعت ہے جو عوام کے ہر طبقے کے ساتھ کھڑی ہے۔ میری جماعت ہر طبقے کی نمائندگی کرتی ہے۔ صدر آصف علی زرداری صاحب نے ہمیشہ مجھے بیٹیوں کی طرح treat کیا، جیسے آصفہ بی بی اور بختاور بی بی ہیں اسی طرح مجھے بھی اپنی بیٹی سمجھتے ہیں اور ہمیشہ میری عزت کرتے ہیں اور میرا خیال رکھتے ہیں۔

جناب! میں آج فخر کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ جس طرح میری قیادت نے مجھ پر اعتماد کا اظہار کیا اسی طرح میں نے بھی ہمیشہ اپنی پوری کوشش کی اور کامیابی کے ساتھ اپنی قیادت کے اعتماد پر پوری اتری ہوں۔ میں نے ہمیشہ کوشش کی کہ میں اپنے عوام کی نمائندگی کروں۔ میں نہ صرف تھرپارکر کی بلکہ ہر اُس طبقے کی نمائندگی کرتی ہوں جن کی نمائندگی اس ایوان میں موجود نہیں ہے اور میں ہمیشہ مذہب سے ہٹ کر، پاکستانی عوام کے ساتھ کھڑی ہوتی ہوں۔ میں پوری کوشش کرتی ہوں کہ ہر کسی کے کام آؤں اور اُن کے اعتماد پر پورا اتروں۔

جناب! میں شکریہ ادا کرتی ہوں، چیئرمین سینیٹ کا، آپ کا بطور ڈپٹی چیئرمین جنہوں نے مجھے مختلف ممالک میں سینیٹ delegation میں بطور اس ایوان کی رکن کے نمائندگی کے مواقع فراہم کیے۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں جہاں جہاں بھی گئی ہوں، میں نے اپنے ملک کی بھرپور نمائندگی کی ہے۔ میں نے ہر کانفرنس اور بیرون ممالک پروگرام میں بہت عزت کمائی ہے اور یہ عزت مجھے اپنی شہید قائد محترمہ بے نظیر بھٹو کی مرہون منت ہی ملی۔

میں جب بطور ایک سینیٹر اس ایوان کی ممبر منتخب ہوئی تو اُس وقت میرے تھر پار کر کے عوام کو معلوم نہیں تھا کہ سینیٹر کیا ہوتا ہے۔ اُن کو صرف اتنا معلوم تھا کہ محترمہ کی پیپلز پارٹی نے کرشنا کماری کو اس ایوان میں بٹھایا ہے جہاں پر شہید بی بی بیٹھتی تھی، مجھے تھر کی عوام پر فخر ہے۔ انہوں نے الیکشن میں، میرے تھر کی عوام نے جنرل الیکشن 2018 میں سب سے زیادہ voter turn out ریکارڈ دیا اور بالکل اسی طرح حالیہ الیکشن فروری 2024 میں بھی میری عوام نے پاکستان میں سب سے زیادہ turn out دیا۔ تھر پارکر کی عورتیں ووٹ کو اپنی امانت سمجھتی ہیں اور بطور ایک امانت کے اپنے ووٹ کا استعمال کرتی ہیں۔

جناب! میں سندھ حکومت کا شکریہ ادا کروں گی جنہوں نے میرا ساتھ دیا اور تھر پار کر جیسے علاقے کو ایک میگا پروجیکٹ دیا اور تھر پار کر میں پاور پلانٹ کے منصوبے پر کام کا آغاز کیا۔ علاوہ ازیں، تھر پار کر میں چھوٹے ڈیمز، سکول، بڑے بڑے ہسپتال اور روڈ جیسے منصوبے بنا کر سندھ حکومت نے ہمارے علاقے کی ہمیشہ سپورٹ کی ہے۔

میں وفاقی حکومت سے گزارش کروں گی کہ تھر پار کر پاور پلانٹ کی وجہ سے نیشنل گرڈ میں 3000 میگا واٹ بجلی شامل ہو چکی ہے اب تھر کے عوام کا پہلا حق ہے کہ میری تھر کی عوام کو مفت بجلی کی فراہمی کا آغاز کیا جائے۔

میں اپنے سینیئر سینیٹرز خصوصاً سینیٹر رضا ربانی، سینیٹر شیری رحمان صاحبہ کی شکر گزار ہوں جنہوں نے ہمیشہ ایک چھوٹی بہن سمجھ کر میری رہنمائی کی ہے۔ میں پورے ایوان کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی جنہوں نے میرا ساتھ دیا، آپ ہمیشہ میرے ساتھ کھڑے رہے، میری رہنمائی کی، بہت عزت دی اور مجھے کبھی ایسا محسوس نہیں ہونے دیا کہ میں ایک minority سے تعلق رکھتی ہوں یا پھر میں ایک پسماندہ علاقے سے ہوں، میں تھر پار کر سے اس ایوان میں ایک ممبر ہوں، میں نے ایسا کبھی feel نہیں کیا۔

میں نے چھ سال کی term بہت اچھے انداز سے گزاری اور میں نے اس کو بہت enjoy کیا، ان چھ سالوں میں دو مواقعوں پر خصوصاً خواتین ڈے اور کشمیر ڈے جو بہت اہم تھا اس پر میں نے اس ایوان کو preside کیا جو میں ہمیشہ یاد رکھوں گی۔ میرے بطور ایک ممبر کے، اس ایوان کو ان مواقعوں پر preside کرنے سے international world کو ایک پیغام گیا

کہ پاکستان میں ایک minority سے تعلق رکھنے والی خاتون بھی ایوان بالا میں نمائندگی رکھتی ہے۔

انڈیا خود کو ایک so called secular country سمجھتا ہے لیکن اپنے ملک میں minorities کے ساتھ کیسے treat کرتا ہے، اس کا سب کو معلوم ہے۔ علاوہ ازیں، میں سراج الحق جیسے لیڈر کا بھی شکرادا کرنا چاہوں گی جنہوں نے تھر پار کر میں بہت کام کیا ہے۔ انہوں نے مجھے appreciation award بھی دیا ہے۔

میں میڈیا کی شکر گزار ہوں جس کی وجہ سے مجھے نیشنل اور انٹر نیشنل سطح پر بہت پذیرائی ملی۔ بس ایک بار مایوسی ہوئی جب اس ایوان میں Minorities Protection Bill آیا اُس میں amendments ہو سکتی تھیں لیکن بد قسمتی سے اُن کو reject کر دیا گیا، بہت اچھا ہوتا اگر اس بل کو پاس کر دیا جاتا۔ اُس بل میں کوئی خاص نہیں تھا، بس اتنا تھا جس کی وجہ سے domestic violence and other issues کا ذکر تھا تو اس بل کے پاس ہونے کی وجہ سے ہمارے کچھ مسائل حل ہو جاتے، اگر یہ بل پاس ہو جاتا۔ بد قسمتی سے یہ پاس نہیں ہو سکا۔ اگر مجھے دوبارہ موقع ملا تو میں اس بل پر کام کروں گی۔

جناب! آخر میں میرا ایک پیغام ہے کہ یہ ایوان عوام کی امانت ہے اس کا تقدس برقرار رکھا جائے صبر اور برداشت سے کام لیا جائے جیسے شاہ لطیف نے کہا ہے کہ (سندھی)۔ یہ سندھی زبان میں تھا اور میں ایک شعر اپنے دیگر دوستوں کے لیے اردو میں کہوں گی۔

نہ سنو اگر برا کہے کوئی
نہ کہو اگر برا کرے کوئی
روک لو اگر غلط چلے کوئی
بخش دو اگر خطا کرے کوئی

پاکستان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہت شکریہ، سینیٹر کیشو بائی۔ سینیٹر عابدہ عظیم صاحبہ۔

Senator Abida Muhammad Azeem

سینیٹر عابدہ محمد عظیم: شکریہ، جناب چیئرمین۔آپ نے مجھے موقع دیا۔ 2018 میں میری سیاسی جماعت پشتونخوا ملی عوامی پارٹی نے مجھے سینیٹ کا ٹکٹ دیا اور 2018 میں میں سینیٹ میں آئی۔ میں اپنے محترم چیئرمین محمود خان اچکزئی صاحب کی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے مجھ پر اعتماد کیا اور اس ایوان بالا میں نمائندگی کے لیے بھیجا۔ الحمد للہ ان چھ سالوں میں میں نے ان کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائی اور بہت ایمانداری سے اپنے کام سرانجام دیے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر ہمارے جانے کا وقت ہوا چاہتا ہے اور میں اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتی ہوں کہ ان چھ سالوں میں، میں نے مشتاق صاحب جیسے استاد سے راہ نمائی حاصل کی اور مجھے ان کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ یہاں میں عرفان الحق صدیقی صاحب کا بہت شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے بھی ہماری راہ نمائی کی۔ جو بات ہمیں سمجھ نہیں آتی تھی وہ ہم ان سے پوچھتے تھے۔ یہاں پر جو ہماری خواتین ساتھی ہیں ان سے ہماری اچھی سلام دعا رہی اور ہم نے بہنوں کی طرح وقت گزارا۔ سب کچھ ختم ہو جاتا ہے لیکن اچھے اخلاق باقی رہتے ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہمیں اپنے اخلاق کو بہت بلند کرنا چاہیے تاکہ کل جب ہم چلے جائیں گے تو کم از کم لوگ اگر ہمیں یاد نہ بھی رکھیں لیکن ہمارے اچھے اخلاق کو تو یاد رکھیں گے۔

چیئرمین صاحب! ہم چھبیس نکات کی وجہ سے PDM کے ساتھ alliance میں تھے۔ ان میں سے چند اہم نکات میں آپ کو پیش کرنا چاہتی ہوں۔ اس میں سب سے پہلے پارلیمان کی بالادستی، آزاد عدلیہ، آزاد میڈیا، جمہوریت کی بقا، صاف شفاف انتخابات جس میں کسی بھی ادارے کی مداخلت نہ ہو، چھوٹے صوبوں کے حقوق، NFC awards اور سینیٹ کے اختیارات کی قومی اسمبلی کے اختیارات کی سطح پر برابری۔ ہماری پارٹی کو لوگ کہتے تھے کہ آپ لوگ PDM کا حصہ تھے۔ درحقیقت ہم ان چھبیس نکات میں PDM کا حصہ تھے۔

چیئرمین صاحب! اس ایوان بالا میں بہت سے ایسے Bills آئے جن سے ہمیں اختلاف تھا اور ہمیں لگتا تھا کہ وہ ہمارے عوام کے حق میں نہیں تھے۔ ان میں ہماری پارٹی جنرل باجوہ کی extension اور FATA merger کے خلاف تھی۔ آج وہی لوگ رو رہے ہیں جس میں سیاسی جماعت پشتونخوا ملی عوامی پارٹی نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔ ایسے دوسرے بہت سے Bills تھے

جس میں ہم نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔ Transgender Bill اور ایسے چھ Bill آئے جس میں ہم نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔ اس میں میں حافظ عبدالکریم صاحب اور مشتاق صاحب کا جو Bill تھا، تعزیرات ایکٹ، اس میں ہم نے ان کا ساتھ دیا۔ اس سے اتنی خوشی محسوس ہوتی ہے اور دل کو ایک سکون ملتا ہے۔

چیئر مین صاحب! میں یہاں صاف شفاف الیکشن پر بات کرنا چاہتی ہوں۔ ہمیں لگتا تھا کہ پاکستان ایک شدید بحران سے دوچار ہے اور پاکستان میں اور بہت سے مسائل ہیں جو ہم سمجھتے تھے کہ جب صاف شفاف الیکشن ہو جائیں گے تو پاکستان کا کچھ بھلا ہو جائے گا۔ لیکن صد افسوس کہ یہاں صاف شفاف الیکشن نہیں ہوئے اور ہماری اور دیگر سیاسی جماعتوں کے mandate کو چرایا گیا جو کہ سراسر زیادتی ہے۔ کل خواتین کے حوالے سے خواتین کا عالمی دن منایا جارہا ہے۔ میں یہ چاہتی ہوں، جیسے علی ظفر صاحب نے بھی بات کی کہ یہاں پر جماعتیں بات نہیں کرتیں۔ میں PTI کی خواتین کے حوالے سے ان کی رہائی کا بھی مطالبہ کرتی ہوں۔ جیسے میں نے عون عباس صاحب سے سنا تھا کہ یاسمین راشد صاحبہ بہت aged ہیں، غالباً وہ 80 سال کی ہیں، تو آپ یقین کریں کہ۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر عابدہ محمد عظیم: چلیں ان کی جتنی بھی عمر ہے، وہ ایک معمر خاتون ہیں اور بحثیت خاتون ہمیں ان کی عزت کرنی چاہیے۔ آپ یقین کریں کہ ہم لوگ ایک گھنٹہ کسی ایک جگہ پر نہیں ٹھہر سکتے، تو انہوں نے اتنے دن جیل میں گزارے ہیں۔ تو چیئر مین صاحب، میں آپ سے ان کی رہائی کا مطالبہ کرتی ہوں۔ میں اس ایوان کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں اور یہ بات ایک مرتبہ اور کہنا چاہتی ہوں کہ ہم نے بہت اچھا وقت گزارا اور ہمیں بہت راہ نمائی ملی۔

آخر میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہمارے صدارتی الیکشن قریب ہیں۔ ہم جمہوریت پسند لوگ ہیں۔ میں یہاں سب سے ووٹ تو نہیں مانگ رہی لیکن میں چاہتی ہوں کہ لوگ جمہوریت پسند امیدوار کو اپنا ووٹ دیں اور یہ سارا پاکستان جانتا ہے کہ جمہوریت پسند امیدوار کون ہے۔ ہماری پشتونخوا ملی عوامی پارٹی بے شک پاکستان کی ایک چھوٹی سیاسی جماعت تصور ہوتی ہے لیکن ہم جمہوریت پر یقین رکھنے والی نظریاتی جماعت ہیں اور آئین اور پارلیمان کی بالادستی پر یقین رکھتے ہیں۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ ہماری پارلیمان میں جو لوگ آئیں، خدارا وہ جھوٹ نہ بولیں، کم از کم مفاد کے لئے

سیاست نہ کریں اور سیاست کو عبادت سمجھ کر کریں۔ اس پر ہم نے ماضی میں بہت عمل کیا ہے اور ان شاء اللہ آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ آپ تمام کا بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہت شکریہ سینیٹر صاحبہ۔ جی سینیٹر ثنا جمالی صاحبہ۔

Senator Sana Jamali

Senator Sana Jamali: Thank you Mr. Chairman. Today is the last speech

لیکن سیاستدانوں کی کبھی آخری تقریر نہیں ہوتی۔ میں 4th generation freedom fighter family سے belong کرتی ہوں۔ 2018 میں آئی۔ 2015 میں بلوچستان کے تمام سرداروں اور نوابوں نے میرا ساتھ دیا۔ میری سیاسی شناخت انہوں نے بنائی۔ بلوچستان میں ایک تاثر تھا کہ سردار اور نواب اپنی بیٹیوں کو آگے نہیں لاتے۔ میں ان کی بہت شکر گزار ہوں کہ 2015 میں جیسے اکرم بلوچ صاحب نے کہا، میں بغیر پیسوں کے الیکشن لڑی، لیکن میں ہار گئی but in 2018 I proved it اور اسی طرح اپنے صوبے سے میں آگئی۔ 2021 میں جب الیکشن میں، میں سینیٹ کے interviews لے رہی تھی تو 72 ladies نے apply کیا۔ تو جان جمالی اور میری جو جنگ تھی، وہ کامیاب ہو گئی۔ 2018 میں ہم دو امیدوار تھے۔ میڈم کلثوم پروین میری مد مقابل تھیں۔ 2021 میں ہمارے پاس بلوچستان سے 72 candidates آئیں۔ سب سے پہلے تو میرا جذبہ بلند ہوا کہ بلوچستان کی بچیاں بھی سینیٹ میں آسکتی ہیں۔

چیئرمین صاحب! پاکستان میری جان ہے، پاکستان میری آن ہے۔ جب میں 2018 میں یہاں آئی تو میں سب سے پہلے راجہ ظفر الحق صاحب کا as a mentor and as a guide شکریہ ادا کرنا چاہوں گی۔ مجھے میرے والد صاحب نے کہا کہ بچے! آپ سب کی seat پر خود جاؤ گی۔ آپ ایک سینیٹر نہیں بلکہ ایک کلرک منتخب ہو کر آئی ہو۔ یہ آپ کبھی نہ سوچنا کہ آپ جان جمالی کی بیٹی ہو۔ آپ کے ساتھ ایک senior politician Mr. Mian Raza Rabbani بھی ہیں۔ آپ کے ساتھ فاروق حامد نائیک صاحب بھی ہیں۔ آپ کے ساتھ شیری رحمان صاحبہ بھی ہیں۔ آپ کے ساتھ مشاہد حسین سید صاحب بھی ہیں۔ آپ کے ساتھ میڈم رخسانہ زبیری بھی ہیں۔ آپ کے ساتھ سلیم مانڈوی والا صاحب بھی ہیں۔ آپ ہر ایک کی chair پر خود جاؤ گی۔ ان سے پوچھو گی، ان کو سلام کرو گی کہ انکل آپ کا حکم کیا ہے؟ میں آگے کس طریقے سے چلوں۔

چیئرمین صاحب! پہلے دن میرے برابر والی کرسی پر میرے ساتھ سینیٹر فیصل جاوید صاحب تھے، پھر میری کرسی سینیٹر ثمینہ سعید کے ساتھ ہو گئی۔ As a mentor انہوں نے میری راہ نمائی کی۔ پھر ہمارے ساتھ MQM کی میڈم نگہت مرزا صاحبہ آئیں۔ نگہت مرزا صاحبہ نے مجھے ایک چیز سکھائی کہ بچے! اس ایوان کو own کرنا ہے تو دو دو گھنٹے آکر بیٹھو اور تقاریر سنو۔ اس چیز کا ہمیں اتنا فائدہ ہوا کہ آج میں یہاں کھڑی ہوں۔

چیئرمین صاحب! ان چھ سالوں میں، جیسے کہ کیشو بائی نے کہا، ہم نے بین الاقوامی forums میں پاکستان کی نمائندگی کی۔ یہ میرے لیے ایک اعزاز کی بات ہے کہ پچھلے سال IPU میں پورا ایک مہینہ میری تقریر United Nations میں ہوئی۔

From a backward state of Balochistan, a girl was talking in the UN. Mr. Chairman, I represented my House, my country in CPA, IPU, Asian Parliament Conference, Women Deliver Conference, IVLP. It was because of this Senate.

چیئرمین صاحب! ہم چھ سال پہلے آئے۔ میں، انوار الحق کاکڑ صاحب، سینیٹر سنجرانی صاحب، کہدہ بابر صاحب، ان تمام لوگوں نے مجھے یہ محسوس نہیں ہونے دیا کہ میں اکیلی ہوں۔ ایک بہن اور ایک فیملی کی طرح treat کیا۔ Luckily چیئرمین صاحب ایک record ہو گئے اور چھ سال کے لیے وہ چیئرمین سینیٹ منتخب ہوئے۔ یہ میرے لیے اعزاز کی بات تھی کہ first opposition leader Sherry Rehman کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ میری لیے یہ اعزاز کی بات تھی کہ میرے ساتھ جو team آئی، اس میں سرفراز بگٹی صاحب وزیر داخلہ بن گئے، میری first education parliamentary caucus میں نمائندگی سینیٹ سے ہو گئی، انوار الحق کاکڑ صاحب Prime Minister بن گئے۔ 2018 میں جب ہم جہاز سے آرہے تھے تو سوال یہ تھا کہ یہ چھ سینیٹر کیا کریں گے؟ ان چھ senators نے prove کر دیا کہ وہ کیا ہیں۔

چیئرمین صاحب! میں بلوچستان کے ایک green-belt علاقے سے آئی ہوں۔ میرا تعلق جعفر آباد سے ہے جہاں پر پانی کا بحران ہے۔ میری بنیاد جعفر آباد ہے۔ میں freedom fighter کی نواسی ہوں۔ ہماری زرعی فصلیں ہیں۔ ہماری جان کچھی کینال، پٹ فیڈر کینال،

کھیر تھر کینال ہیں۔ میں نے اسی پر زور دیا ہے۔ Water Committee والے اکثر مجھ سے ڈر جایا کرتے تھے۔ میں ایک single parent تھی اور as a single parent میں یہاں سینیٹ میں آئی۔ جو اس House نے مجھے عزت اور احترام دیا، اس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔

یہاں رخسانہ زبیری صاحبہ موجود ہیں جو کہتی ہیں کہ you work like your father. میں نے کہا کہ میرے والد صاحب نے مجھے کہا تھا کہ آپ نے لوگوں سے سیکھنا ہے۔ آج میں اسی وجہ سے یہاں بیٹھی ہوں۔ چیئرمین صاحب! میں نے کھیر تھر کینال کے لیے آواز اٹھائی۔ میں نے پٹ فیڈر کینال کے لیے آواز اٹھائی۔ میں نے کچھی کینال کے لئے آواز اٹھائی۔ میں نہیں چاہتی کہ گوادر کی عورتیں دوبارہ آکر یہاں ہاتھ پھیلائیں۔

Centre of Pakistan, centre of Balochistan is Gwadar. Future of Pakistan lies in Balochistan. Future of Gwadar lies in the realistic Pakistan.

چیئرمین صاحب! ہم اس پاکستان میں رہتے ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہیے۔ میں بلاول بھٹو زرداری کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ میں نے ان کو call کی جب United Nations کے Secretary General Mr. Antonio پاکستان کی visit کے لیے آئے تھے۔ میں نے کہا، اگر وہ لاڑکانہ آ سکتے ہیں تو اوستہ محمد کیوں نہیں آ سکتے۔ انہوں نے کہا کہ Sana, I agree with this thing, انہوں نے اسی وقت وزیراعظم صاحب کو فون کیا کہ let's visit Usta Muhammad also Gandakha flood affected areas. I have no words کہ انہوں نے میرے علاقے کو ایک شناخت دی۔

جناب! میں شہباز شریف صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں، he is the only Prime Minister میں ان کے ساتھ بارہ مرتبہ سیلابی علاقوں میں گھومی ہوں اور ہم ہر ایک visit پر ساتھ تھے۔ میں 2022 کے worst flood کے حوالے سے جنرل سرفراز شہید کو نہیں بھول سکتی، میں ان کو رات کے دو بجے فون کرتی تھی کہ سیف اللہ شاخ ڈوب رہا ہے، آپ آکر میرے بلوچستان کو بچائیں، آپ آکر میرے صحبت پور اور جھل مگسی کو بچائیں۔ میں اپنے ان

میں سینیٹر سیمی tenure کو نہیں بھول سکتی جنہوں نے اس colleagues میں میرا ساتھ دیا، میں سینیٹر سیمی ایزدی صاحبہ، شاہدہ رحمانی صاحبہ MNA، راجہ ظفر الحق صاحب، سینیٹر سلیم مانڈوی والا صاحب، سینیٹر فاروق حامد نائیک صاحب، سینیٹر نزہت صادق صاحبہ، سینیٹر فدا محمد صاحب اور سینیٹر دلاور خان صاحب کو بھی نہیں بھول سکتی۔ میرے معزز سینیٹرز صاحبان جو وفات پا گئے ہیں، میں ان کو بھی نہیں بھول سکتی اور جن کا سینیٹر محمد اکرم صاحب نے بھی ذکر کیا کیونکہ I have no words to thank them, جو کچھ انہوں نے ہمیں سکھایا۔

جناب! ہمارے لیے سب سے پہلے پاکستان اہم ہے، ہم نے اس ایوان میں بہت کچھ سیکھا اور ہم آگے بھی سیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم اسی پاکستان کی خدمت کرتے رہیں گے، ہم اس ایوان سے end نہیں ہوں گے۔ What has happened in 2024 elections, everything is around us. میرے والد صاحب کی 5 تاریخ کو طبیعت chest infection کی وجہ سے خراب ہو گئی تھی، I had to take him to Karachi جب ان کا 8 تاریخ کو result آیا تو انہوں نے مجھے ایک لفظ کہا کہ بیٹی! I belong to freedom fighters family, I have always respected my state, I will go to ECP and court. مجھے وہاں پر انصاف ملے گا لیکن آپ نے قانون نہیں توڑنا کیونکہ یہ ملک ایک crisis سے گزر رہا ہے۔ میں بھی دھرنے دے سکتا ہوں لیکن I will wait for the Election Tribunal. اس طرح کی باتیں ہیں۔

جناب! میں Turkish, Chinese, Saudi and Palestinian Ambassadors کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ جب ہمارے ملک اور صوبے میں worst flood آیا تو انہوں نے ہمارا ساتھ دیا۔ میں اپنی پوری پارٹی کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے مجھے یہاں پر بھیج کر عزت بخشی، I was just Sana Jamali but today I am retiring as Senator Sana Jamali. جناب! اس ایوان نے مجھے جو عزت دی ہے، میں جس کی وجہ سے یہاں پر کھڑی ہوئی ہوں۔ I thank the Peoples Party جنہوں نے کیشو بائی صاحبہ کو representation دی، I would have never known about Tharparkar. It was because of Senator Keshoo Bai, I came to know what is Tharparkar. I would have never known

مجھے آپ کی وجہ سے اس کا پتا چلا کہ FATA کیا ہے what is FATA. میرے والد کا background army school سے ہے لیکن ہم نے as a family treat کیا ہے۔

جناب! اب ہم future of Pakistan میں آتے ہیں۔ یہ چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہمارے ہاں ہوتی رہیں گی، سب سے پہلے میں یہ کہوں گی کہ ہمارے پاس youth ہے۔ ہم پہلے بھی آواز اٹھاتے رہے ہیں، ہم نے jobs create کرنی ہیں تاکہ youth roads پر نہ آئے۔ ہمیں Future of Pakistan بنانا ہے۔ یہ world Food and Health Security میں revolve کرتا ہے، ہمیں ان چیزوں کو پورا کرنا ہے۔ جناب! ہم نے صوبہ بلوچستان کو own کرنا ہے تاکہ ہمیں IMF کے پاس نہ جانا پڑے۔ آپ کے پاس بلوچستان کے اتنے reserves ہیں کہ ان کے لیے الفاظ کم ہیں، ہمیں ان چیزوں کو دیکھنا چاہیے۔

جناب! میں آخر میں ایک چیز کہوں گی کہ whether it is Nawaz Sharif, whether it is Bilawal Bhutto Zardari and whether it is Imran Khan. جناب! پاکستان 75 years ایسے نہیں چلا، میاں صاحب نے ہمیں motorway دی ہے، آپ motorway پر easily travel کر سکتے ہیں۔ مجھے بارہ گھنٹے لگتے ہیں کیونکہ میرے پاس motorway نہیں ہے لیکن I thank کہ ان کا vision تھا کہ انہوں نے motorway دی۔ میں بلاول بھٹو زرداری اور سابق صدر زرداری صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے NICVD Health Institute صوبہ سندھ میں دیا۔ آج کی نئ نسل کہتی ہے کہ سیاستدان کام نہیں کرتے، اگر NICVD نہ ہوتا تو میں اپنا treatment سندھ rural area میں نہیں کرا سکتی تھی۔ میں سندھ جناح ہسپتال کے سٹاف کا continuously شکریہ ادا کرتی ہوں۔ ہمارے بلوچستان میں جب بھی bombardments ہوتی ہیں، it is the Jinnah Hospital, I thank Seemee Jamali (late) وہ ہمیشہ بلوچستان کے patients treat کرتی تھیں۔ یہ سندھ کا بڑا پن ہے کہ وہ ہمیشہ ہمارے patients کو لیتے ہیں۔

جناب! میں عمران خان صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں، اگر انہوں نے شوکت خانم کینسر ہسپتال نہ بنایا ہوتا تو آج پاکستان ادھر run کر رہا ہوتا۔ ہم نے اس ایوان میں سیکھا ہے کہ جنہوں جو

چیزیں اچھی کی ہیں تو اس لیے ملک چل رہا ہے۔ ہم لوگ اپنا vision change کریں، ہم لوگ اپنی perception change کریں کہ ہر ایک نے سیاست میں اپنا input دیا ہے اور جہاں پر پاکستان ہے، .there is nothing else ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے کسی بھی سیاستدان کی بے عزتی ہو اور ہم رواداری کے level سے اتر جائیں۔ ہم آج اپنے institutions کی respect کریں گے اور اپنے elders کی respect کریں گے تو یہ ملک چلے گا تاکہ دشمن ہمیں میلی آنکھ سے نہ دیکھے۔ میں ایک مرتبہ پھر 2022 کے سیلاب کے حوالے سے پاکستان آرمی کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے میرا ساتھ دیا، ,it is Pakistan army جو سیلاب اور زلزلے میں آتی ہے، یہ ایک عام آدمی سے بڑھ کر ہے۔

جناب! ہماری بچیاں out of school ہیں، 20 ہزار school province of Sindh میں damage ہوئے ہیں، ایک school کو بنانے کے لیے سات سال لگتے ہیں۔ اسی طرح بلوچستان کے schools کا حشر ہے، ہم اس ایوان میں رہیں یا نہ رہیں، اگر ہماری نوجوان نسل کے پاس تعلیم ہو گی تو ہم آگے کامیاب ہوں گے۔ میں future میں آنے والے Senators سے یہ request کروں گی کہ health, education and jobs creation پر stress کریں گے تو ہمارا ملک کامیاب ہو گا۔ ,May be میں بھی آپ لوگوں کی دعا سے آ بھی جاؤں۔ مجھے پورا یقین ہے، بلاول بھٹو محترمہ بے نظیر بھٹو کا بیٹا ہے۔ جب محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ 2007 میں واپس آئی تھیں، وہ ایک different leader بن کر آئی تھیں۔ ہمیں اس چیز کی سوچ ہوتی ہے۔ ادھر لاڑکانہ پیپلز پارٹی والے نہیں جاتے، ہم تو border پر ہوتے ہیں، ہم روز ان کا vision دیکھتے ہیں۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں، اگر ملک چلانا ہے تو دل اپنا بڑا کریں۔

جناب! میں ایک مرتبہ اپنے علاقے اوستہ محمد کے عوام کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے میرے باپ کا ساتھ دیا۔ میں ایوان کے ایک ایک سینیٹر کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ جب میرے والد صاحب بیمار ہوئے تھے تو انہوں نے مجھے بیٹی کی طرح treat کیا۔ میں سینیٹ کے ایک ایک staff کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے کبھی نہیں سوچا کہ میں کون ہوں، they are like family ,to me میرے گھر کے دروازے ہمیشہ کھلے ہوئے ہیں اور یہ کرسیاں عارضی ہوتی ہیں۔ میرا گھر

Bahria Enclave میں ہے،جب آپ کوئٹہ آئیں تو ہم حاضر ہیں۔ Once again thank you very much, صادق سنجرانی صاحب، سینیٹر سلیم مانڈوی والا صاحب اور مرزا آفریدی صاحب۔ اچھے الفاظ کے ساتھ ملیں گے، آپ کا بہت بہت شکریہ۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Senator Seemee Ezdi Sahiba.

Senator Seemee Ezdi

سینیٹر سیمی ایزدی: جناب! آپ کا بہت شکریہ۔ جیسے آپ سب کو علم ہے کہ آج farewell speeches ہو رہی ہیں اور چھ سالہ tenure پر یہ کہنا ضروری ہے کہ یہ tenure خوش اسلوبی سے 11 مارچ کو ختم ہو گا۔ میرا یہ وقت کیسے گزرا، میں سب سے پہلے اپنے لیڈر عمران خان صاحب کی بہت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے اس لائق سمجھا اور مجھے سینیٹ کا ٹکٹ دیا۔ میں اپنے اللہ تعالیٰ کی شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے ہمت دی اور میں اس کو جس طرح نبھایا ہے اور اس کو جس طرح چلایا ہے۔ میں اپنے لیڈر عمران خان صاحب کی دوبارہ شکر گزار ہوں کہ انہوں نے جس طرح مجھ پر اعتماد کیا اور جناب چیئرمین (جناب صادق سنجرانی صاحب) کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھ پر اعتماد کیا اور انہوں نے مجھے Climate Change کی قائمہ کمیٹی دی۔

جناب! اس کے علاوہ میں نے ایوان کا کام بڑی دل جوئی سے کیا۔ میرے 15 bills آئے جو Climate Change and Women Empowerment کے حوالے سے تھے اور باقی pollution کے مسائل پر ایک bill تھا۔ اس کے بعد میری resolutions تھیں، کل 8 مارچ آرہا ہے اور International Women's Day ہے، میری ہمیشہ اس حوالے سے resolution آئی ہے۔ یہاں پر جتنا بھی women wing کے حوالے سے کام تھا، میں نے اس کام کو دل جوئی سے کیا۔ ہمارے چھ سال پلک جھپک میں گزر گئے، ہمیں پہلے تین سال کا پتا ہی نہیں چلا، پہلے ہمارے قائدِ ایوان شبلی فراز صاحب تھے، جنہوں نے بہت اچھی طرح سے چلایا اور ہم سب کو اکٹھا رکھا۔ پھر ہم opposition میں آگئے اور ہمارے قائدِ حزبِ اختلاف شہزاد وسیم صاحب تھے، انہوں نے بھی بہت اچھی طرح سے ایوان چلایا، ہمیں بہت کچھ سکھایا اور ہمیں ساتھ لے کر چلے۔ مگر 9 مئی کے بعد بہت دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ سب کچھ بدل گیا۔ ہماری حکومت چلی گئی، وہ جس طرح سے گئی اس کا بھی بہت دکھ ہے۔ اس کے بعد ہمیں جس طرح سے prosecute کیا گیا، جس

طرح سے ہم پر حملے کیے گئے۔ ہم یہ deserve نہیں کرتے تھے۔ یہ کہا گیا کہ ان کی کارکردگی اچھی نہیں تھی، اگلے سولہ ماہ میں آپ نے کارکردگی دیکھ لی۔ چودہ جماعتوں نے ملک پر حکومت کی اور result آپ کے سامنے ہے۔

ہماری جماعت نے جو بھی کام کیا، جس میں سے زیادہ تر کام ہماری عوام کی فلاح کے لیے تھا اسے بے دردی سے discourage کیا گیا۔ اس بارے میں کہا گیا کہ بالکل بھی یہ کام اچھا نہیں تھا، ہم نے سب کچھ غلط کیا ہے۔ میرے خیال میں یہی وجہ ہے کہ ہمارے ملک میں جو بھی حکومت آتی ہے وہ دوسری حکومت کو کہتی ہے کہ یہ بالکل خراب تھی۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ ہمارے احساس پروگرام کے under 16 پروگرامز تھے۔ میرے ساتھ ثانیہ نشتر بیٹھی ہوئی ہیں، انہوں نے اس پر بہت کام کیا، انہیں بند کر دیا گیا۔ یہ تو لوگوں کی فلاح اور بہبود کے کام تھے۔ انہوں نے ریڑھی بان پروگرام کے تحت لوگوں کو ریڑھیاں دی تھیں۔ ایک دن آ کر لوگوں کی ریڑھیاں تباہ کر دی گئیں۔ ان کا جتنا مال پڑا ہوا تھا اسے روند دیا گیا، ان کا سارا سامان پھینک دیا گیا۔ وہ لوگ بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں۔ پھر ہمارا پناہ گاہ پروگرام تھا۔ اس پروگرام کو بھی بند کر دیا گیا۔ ہمارے لنگر خانے تھے، وہاں سے لوگوں کو کھانا ملتا تھا وہ بھی بند کر دیا گیا۔ سب سے زیادہ دلبرداشتہ بات یہ تھی کہ ہمارا جو پروگرام لوگوں کی صحت کے حوالے سے صحت کارڈ کے نام سے تھا اسے بھی بند کر دیا گیا۔ یہاں پر میرا ایک خانسامہ تھا جس کا تعلق خیبر پختونخوا سے تھا اس کے گردے خراب ہو گئے۔ اس نے گردوں کے علاج کے لیے لوگوں سے پیسے اکٹھے کیے، ابھی صحت کارڈ نیا نیا شروع ہوا تھا۔ اس سے کہا گیا کہ آپ کا پانچ لاکھ روپے خرچہ آئے گا، جب وہ وہاں سے پانچ لاکھ روپے لے کر گیا تو اس سے کہا گیا کہ نہیں بھائی آپ کے پاس صحت کارڈ ہے، آپ کا کوئی خرچہ نہیں ہو گا، ہم اس صحت کارڈ سے سارا خرچہ پورا کریں گے۔ اس میں لوگوں کو پورے سال کے لیے دس لاکھ روپے ملتے تھے۔ وہ پروگرام ختم کر دیا گیا۔ یہ universal coverage of health ہے جو پوری دنیا میں ہے مگر جب ہم اسے پاکستان میں کرنے کی کوئی اچھی کوشش کریں تو یہ اسے ختم کر دیتے ہیں، اسی لیے sustain development نہیں ہوتی اور ہمارا ملک وہیں سے start لیتا ہے جہاں سے وہ پہلے دن شروع ہوا تھا، یعنی 1947 سے آج تک کے 76 سالوں میں ہم نے کیا سیکھا ہے۔ ہم آج بھی وہیں کھڑے ہیں جہاں ہم پہلے دن تھے۔

اس کے علاوہ 8 فروری کو الیکشن ہوئے ہیں، جس طرح سے اس سے پہلے ہمیں prosecute کیا گیا، ہمیں election campaign نہیں چلانے دی گئی، ہمارا symbol لے لیا گیا، جہاں پر بھی ہمارے جھنڈے لگتے تھے انہیں گرادیتے تھے، جہاں پر بھی ہمارے لوگ اکٹھے ہوتے تھے وہاں سے کرسیاں اٹھا کر لے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ پوری کوشش کرکے ہماری جماعت کو الیکشن میں آنے سے روکا گیا مگر عوام اور ان کی آواز تھی جنہوں نے PTI کو بہت بھاری mandate دیا۔ اب ہم تو آئین کی پاسداری کرتے ہیں۔ آئین یہ کہتا ہے کہ جسے mandate ملا ہے اسے آپ دیں اور وہی آکر حکومت بنائے گا مگر اس کے بالکل برعکس ہوا۔ چلیں حکومت بھی دوسروں نے بنا لی، ابھی بھی بہت سی جماعتیں مل گئیں اس کے بعد جو ہماری reserved seats کے ساتھ ہوا ہے۔ ہماری reserved seats جس بے دردی کے ساتھ ہم سے چھینی گئی ہیں، ہم تو انصاف مانگتے ہیں، ہم انصاف کے لیے کھڑے ہوئے ہیں، ہماری جماعت کا نام ہی تحریک انصاف ہے۔ آپ نے قومی اسمبلی کی 23 سیٹیں، 20 seats women کی ہیں اور 3 minorities کی ہیں۔ پھر خیبر پختونخوا اسمبلی کی 25 seats جس میں 21 women and 4 minorities کی ہیں، سندھ اسمبلی کی 2 women seats ہیں، پنجاب کی 27 seats میں سے 24 women اور 3 minorities کی ہیں یہ سب ہم سے چھین لی گئیں۔ نہ صرف یہ چھینی گئیں بلکہ حد تو یہ ہے کہ وہ دوسری جماعتوں میں تقسیم کر دی گئیں۔ اس کا جواز تو دنیا میں کہیں بھی، کسی بھی آئین اور کسی بھی حکومت میں نہیں ملتا ہے۔ ہمیں اپنا حق چاہیے، ہم اپنے حق کے لیے کھڑے ہوئے ہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ آئین کہتا ہے کہ آپ کو reserved seats دینی ہیں اور اس کا ratio اگر آپ کے جیتے ہوئے 4.5 members ہوں گے تو اس پر آپ کو ایک woman seat ملے گی مگر یہاں تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ جس جماعت کی 7 seats آئی ہیں ان کی تو بڑھ کر 19 ہو گئی ہیں، انہیں 11 seats دے دی گئی ہیں، یہ کیسا اصول ہے اور یہ کیسا انصاف کیا گیا ہے؟

جناب چیئرمین! ہم جہاں بھی جاتے ہیں وہاں ہمارے کام روک دیئے جاتے ہیں مگر میں پاکستان کی youth and population کی بہت مشکور ہوں کہ جس نے اس بات کی قدر کی ایک آدمی نے youth کے لیے اور غریب لوگوں کے لیے پروگرام بنائے ہیں، اس کی قدر کرتے

ہوئے لوگوں نے اسے ووٹ دیئے ہیں تو اب ہم انصاف مانگ رہے ہیں اور انصاف کا تقاضا ہے کہ ہمیں reserved seats دی جائیں اور ہمارے ساتھ جو دھاندلی ہوئی ہے اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔ اب Form 45 upload کر دیئے گئے ہیں اور ان میں بھی تشویش کن انتہا کی غلطیاں نظر آ رہی ہیں۔

میں اپنی قائمہ کمیٹی برائے Climate Change کی بہت شکر گزار ہوں جنہوں نے میرا بہت ساتھ دیا۔ اس میں ایسا کبھی بھی نہیں ہوا کہ مجھے کسی کا wait کرنا پڑے یا کبھی ہمارا quorum کا مسئلہ ہو۔ بہت active members تھے جس میں کیسٹو بائی، عابدہ محمد عظیم، خالدہ اطیب بہت active تھیں، مشاہد حسین سید بہت active تھے، تاج حیدر صاحب اور ڈاکٹر ہمایوں، فیصل جاوید بھی تھے۔ باقی ممبران کو جب وقت ملتا تھا تو وہ بھی ضرور آتے تھے۔ ہم نے اس میں بہت کام کیا۔ میں اپنی کمیٹی کو ہر جگہ لے کر گئی۔ ہم نے اس میں 5 visits کیے، یہاں تک کہ ہم کراچی گئے، وہاں ہم نے مینگروز دیکھے، ہم نے pollution پر بہت بات کی کیونکہ آپ نے دیکھا ہے کہ industrial pollution اس طرح سے پھیل رہی ہے کہ industries کا جو فضلہ اور گندا پانی نکلتا ہے خصوصی طور پر tanneries کا وہ ندی نالوں میں ڈال دیا جاتا ہے۔ نہ صرف وہ ندی نالے خراب ہو رہے ہیں بلکہ وہ پانی سمندر میں آتا ہے جس سے سمندر کی مچھلیاں مر رہی ہیں۔ اس پر میں ایک بل لے کر آئی تھی، ہم نے اسے خود جا کر بھی دیکھا تھا۔ اسی طرح سے ہم نے مینگروز کو جا کر دیکھا۔ میگروز ایک خاص salted water اور fresh water کے امتزاج کی ایک جگہ ہوتی ہے وہاں پر جو درخت ہوتے ہیں وہ بہت special ہوتے ہیں۔ لوگوں کو جب ایندھن نہیں ملتا تو وہ ان درختوں کو کاٹ دیتے ہیں۔ وہاں ہم نے جا کر درخت بھی لگائے۔

اس کے علاوہ میں زرتاج گل صاحبہ جو کہ ہماری وزیر تھیں ان کی بہت شکر گزار ہوں، انہوں نے بہت اچھا کام کیا، انہوں نے ہمیشہ آ کر ہماری meetings attend کیں۔ اس کے بعد شیری رحمان نے بھی بہت اچھا اور لاجواب کام کیا، وہ اسے ایک vision کو ساتھ لے کر چلیں اور COP28 میں بھی ہم ان کے ساتھ گئے۔ پچھلی interim Government کے منسٹر صاحب کے لیے شاید ہم اتنے important نہیں تھے، انہوں نے کبھی ضرورت ہی نہیں سمجھی اور زحمت ہی نہیں کی کہ وہ ہماری کسی meeting میں آ جائیں۔ ان کے پاس دو یا تین اور بھی

وزارتیں تھیں شاید وہ ان کے لیے زیادہ اہم تھیں۔ میں اپنے members کی بہت شکر گزار ہوں جنہوں نے ہمارا بہت ساتھ دیا چاہے وہ ہماری جماعت کے ہوں یا وہ دوسری جماعتوں سے ہوں لیکن اصل بات یہ ہے کہ ہمیں انصاف کے ساتھ چلنا ہے، ہمیں انصاف چاہیے، انصاف ہمیں کہاں ملے گا۔ ہم اپنی youth کو کیا vision دے کر جا رہے ہیں؟ ہم اپنی youth کو کیا سکھا رہے ہیں کہ آپ دھاندلی کریں، آپ بے ایمانی کریں تو آپ کو عہدہ بھی مل جائے گا اور آپ کہاں سے کہاں تک پہنچ جائیں گے۔ یہ ہم سکھا رہے ہیں ان کو۔ ہمیں چاہیے کہ ہم جو ساری عمر سے سنتے آئے ہیں کہ آپ ایمان داری کے ساتھ کام کریں، آپ دل لگا کر کام کریں، آپ کو وہ چیز ملے گی جس کی آپ کے دل میں خواہش ہے مگر اس دنیا میں ایسا نہیں ہو رہا۔ PTI کے ساتھ بہت زیادتی ہوئی یہ زیادتی اصل میں تو ہماری youth کے ساتھ، ہمارے voter کے ساتھ ہوئی یہ ان کا mandate تھا۔ انہوں نے vote دیا تھا vote کا تو بہت تقدس ہوتا ہے، vote تو قوم کی امانت ہوتا ہے اسی لیے لوگ آ کر vote ڈالتے ہیں مگر ایسا کیا ہوا کہ ہم سے ہمارا حق چھین لیا گیا۔

میں آخر میں پھر آپ کی شکر گزار ہوں آپ نے بہت خوش اسلوبی سے یہ ایوان چلایا اور خاص طور پر صادق سنجرانی صاحب کا جن کے ساتھ بہت اچھا وقت گزرا۔ ہم نے ایک election کے دوران بھی ان کے ساتھ کام کیا تھا وہ ان کا اپنا election تھا اور مجھے بہت خوشی ہے کہ وہ جیت گئے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ جو آنے والے لوگ ہیں نیک دعاؤں، نیک تمناؤں کے ساتھ آئیں اور اس ایوان میں بیٹھ کر کام کریں۔ مگر آگے آپ نے کیا کرنا ہے جیسا کہ جو سوچ ہے ہماری کہ جو ہمارے Bills ہیں وہ کہاں جاتے ہیں۔ Bills آگے جاتے ہیں لیکن پھر اتنا ہی لمبا process آگے ہوتا ہے پھر اس کے بعد کئی دفعہ وہ واپس آ جاتے ہیں یعنی کہ دو تین سال لگ جاتے ہیں ایک Bill کو pass ہونے میں اور President تک پہنچنے میں کہ وہ اس کو sign کر کے law بنائیں۔

میرا ایک Bill جو گاڑیوں کے حوالے سے ہے Maintenance of Vehicles اس میں یہ ہے کہ ایک پوری کمیٹی ہے جو دیکھے گی، engage کرے گی اپنے meters لگا کر کہ اس گاڑی میں سے جو دھواں نکل رہا ہے اس کا تناسل کتنا ہے اور اس کے حساب سے دیکھا جائے گا کہ یہ گاڑی سڑک پر آ سکتی ہے یا نہیں آ سکتی۔ آپ نے دیکھا ہو گا جب آپ مری جا رہے ہوتے ہیں تو وہاں

راستے میں اگر آپ کسی ٹرک کے پیچھے لگ جائیں یا کسی بس کے پیچھے لگ جائیں تو میں یقین سے کہتی ہوں چاہے آپ کی گاڑی کے تمام شیشے بند ہوں اس کے باوجود اتنا زہریلا دھواں گاڑی کے اندر آتا ہے کہ وہ ہماری healthکے لیے، ہمارے بچوں کی healthکے لیے جو وہاں پر لوگ رہتے ہیں جہاں سے وہ گاڑیاں گزر رہی ہیں کتنی مضر ہیں ان کا کیا قصور ہے؟ وہ میرا Billابھی تک ادھر ہی ہے اور میں امید کرتی ہوں مجھے اللہ موقع دے تو میں اس طرح کے Billsضرور آگے بھیجوں گی اور اس پر اور کام کروں گی۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم نے اپنے ملک کو آگے لے کر جانا ہے، ہم نے ملک کو خوشحالی کی طرف لے کر جانا ہے۔ ہم نے بچوں کو سکھانا ہے، ہمارے ملک کی جو youthہے ان کو ہم نے بتانا ہے، ان کو ہم نے سکھانا ہے کہ ہم کس طرح سے انصاف کے ساتھ چلیں گے۔ ہم نے اپنی خواتین کے لیے بہت کام کرنا ہے ان کو empowerکرنا ہے نہ صرف ان کو گھرداری سکھائیں بلکہ ہم نے ان کو یہ بھی سکھانا ہے کہ وہ سیاست میں کیا کر سکتی ہیں۔ PPPخواتین کو آگے لے کر آئی اس کے بعد PTIنےwomen empowermentکے لیے بہت کام کیا ہے۔ آج جتنی خواتین باہر نکلی ہوئی ہیں آپ نے دیکھا ہوگا کہ اس سے پہلے سیاست میں کبھی بھی اتنی زیادہ خواتین نظر نہیں آتی تھیں اور یہ سارا عمران خان کا visionتھا کہ جس کو دیکھ کر خواتین ان کے پیچھے آئی ہیں اور ان شاء اللہ ہم اسی طرح سے کام کرتے رہیں گے۔ Women empowermentکی جہاں تک بات ہے تو سب سے اہم بات یہی ہے کہ ہم نے womenکو empowerکرنا ہے، ان کو ہم نے خوشحال بنانا ہے، ان کے ہاتھ میں کوئی ہنر دینا ہے۔ Technical educationان کو ضرور سکھانی چاہیے ایک ہنر ان کے پاس ہو تاکہ ان پر جب برا وقت آئے تو وہ اس سے کچھ کمائی کر سکیں۔

اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گی کہ ہمیں بہت ضرورت ہے water issuesپر کام کرنے کی جو کہ آپ صرف Committee levelتک نہ رکھیں آپ دیکھیں کہ آگے آپ نے اس پر کتنا کام کرنا ہے کیونکہ ہمارے ملک میں پانی ختم ہو رہا ہے۔ ہم ہر جگہ tube wellsلگا رہے ہیں، tube wellsکے متعلق بھی ایک Bill آیا تھا کہ ان کو بھی regulateکرایا جائے اور اس میں سب کچھ بتایا گیا ہے کہ وہ کس کے underآئے گا کیا ہوگا کیسے regulateکریں گے۔

آپ F-10 Markaz میں چلے جائیں، وہاں ہر دکان کے ساتھ ایک tube well کھودا ہوا ہےان کو جب بھی پانی کی مشکل ہوتی ہے وہ وہاں ہی کھود لیتے ہیں اور وہاں ہی اس کو استعمال کرتے ہیں وہاں ہی وہ لوگ رہتے ہیں۔ اس سے نہ صرف cleanliness کا فرق پڑتا ہے، وہ جگہ گندی ہو جاتی ہے اور ہمارا پانی بھی ضائع ہو رہاہے۔ ہمیں اس issue کو دیکھنے کی بہت ضرورت ہے کہ ہم water resources کو کیسے recharge کریں، ہم پانی کو کیسے conserve کریں، پانی کو کیسے بچائیں؟

میں چیئرمین صاحب کی ایک دفعہ پھر شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے مجھے delegation میں باقی ملکوں میں بھیجا بہت زیادہ سیکھنے کا موقع ملتا ہے، اپنے ملک کو represent کرنے کا موقع ملا اور میں امید کرتی ہوں کہ نہ صرف مجھے بلکہ باقی لوگوں کو بھی mainly خواتین کو موقع ملتا رہے کہ جن سے ان کو آگے بڑھنے میں مدد ملے اور اس کے ساتھ ہی میں پھر سے آپ کا بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر مشتاق احمد آپ کیا کہہ رہے تھے؟

Senator Mushtaq Ahmed

سینیٹر مشتاق احمد: بہت شکریہ جناب چیئرمین! میں بھول گیا تھا کہ میں چیئرمین سینیٹ کا شکریہ ادا کروں اور آپ کا شکریہ ادا کروں، سینیٹ سیکرٹریٹ کا، حالانکہ میں نے لکھا ہوا تھا۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں میں نے بھی یہاں چھ سال گزار لیے ہیں اور چیئرمین سینیٹ کے ساتھ بہت تلخ و شیریں لمحات بھی آئے۔ ان کے غصے میں بھی پیار ہوتا تھا اور وہ جس طرح سے accommodating انسان ہیں سب کو ساتھ لے کر چلنے والے انسان ہیں اور مجھ جیسے انسان نے جس طرح سے ان کے صبر اور تحمل کا امتحان لیا اور وہ اس میں پاس ہو گئے تو میں ان کا اس پر بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے جس طرح نرم مزاجی کے ساتھ، تحمل مزاجی کے ساتھ بہترین انداز سے سب کو سن کر سب کی تلخ باتوں کو سن کر جس طرح صبر کا مظاہرہ کیا میں آپ کا بھی بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اور جس امتحان یا ذمہ داری سے آپ گزرے ہیں یہ آپ کے لیے future میں بہت بڑا asset ہوگا۔

میں سینیٹ سیکرٹریٹ کا بہت مشکور ہوں، اپنی کمیٹی کے لوگوں کا بھی بہت مشکور ہوں خاص طور پر جو میرے دفتر کے لوگ تھے۔ میرے ساتھ چھ سال رہے Director Staff Rehmat Ullah Chandio, PS Hafiz Ihsan اور میرے دفتر کے جو class 4 تھے ندیم، ان لوگوں نے میری بہت خدمت کی ہے اور میں ایک ایسا بندہ ہوں جو رات بارہ بجے بھی ان کو فون کرتا تھا اور وہ available ہوتے تھے۔ میں پورے Senate Secretariat کا شکریہ ادا کرتا ہوں خاص طور پر Legislative drafting unit میں جو شفیق نوجوان ہے جس طرح قانون سازی میں اور drafting میں انہوں نے مدد کی میں ضرور ان کا نام لوں گا۔ میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہ بھی کہتا ہوں کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے حوالے سے میں پہلے بھی امریکہ گیا تھا ذاتی خرچ پر اور اب میں مارچ کے آخر میں پھر امریکہ جارہا ہوں ڈاکٹر عافیہ سے ملاقات کے لیے اور اس کا پورا process چل رہا ہے۔ چھ سال میں نے ڈاکٹر عافیہ کی آواز یہاں پر اٹھائی ہے اور میں House سے retirement کے بعد بھی ان کے لیے آواز اٹھاتا رہوں گا جب تک وہ پاکستان نہ آجائیں۔ میں ان کو ان چھ سالوں میں پاکستان واپس نہیں لاسکا لیکن میں اپنی کوشش جاری رکھوں گا۔ میں اس ایوان سے بھی درخواست کرتا ہوں مظلوم بیٹی ہے 8th March آرہا ہے، یوم خواتین ہے۔ 21st Century کی سب سے مظلوم خاتون ہماری بیٹی حافظ قرآن ڈاکٹر عافیہ صدیقی ہے تو میں مارچ کے آخر میں یا اپریل کے آغاز میں پھر امریکہ ان سے ملنے جاؤں گا اور میں House سے درخواست کرتا ہوں تمام Parliamentarians سے درخواست کرتا ہوں موجودہ حکومت سے درخواست کرتا ہوں وزیر اعظم شہباز شریف سے درخواست کرتا ہوں۔ ہمارے ساتھ یہاں Leader of the House Ishaq Dar بیٹھے ہوئے ہیں میں ان سے درخواست کرتا ہوں اور اعظم نذیر تارڑ صاحب سے کہ میں نے four legal political options دیے ہیں وہ آسانی سے پاکستان آ سکتی ہیں اگرحکومت پاکستان مدعی بن جائے بالکل legal انداز سے، بالکل political انداز سے تو میری یہ درخواست ہے کہ ڈاکٹر عافیہ کو پاکستان لایا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر سیمی ایزدی صاحبہ۔

Senator Seemee Ezdi

سینیٹر سیمی ایزدی: شکریہ، جناب چیئرمین! میں mediaکی بہت شکر گزار ہوں انہوں نے جتنی خوش اسلوبی سے ہمیں coverageدی ہے specially Senate mediaکا یہاں جو ہمارے Houseمیں ہوتے ہیں اور جو galleriesمیں بیٹھے ہوتے ہیں۔ دن رات یہ ہمارے ساتھ رہتے ہیں بیٹھے رہتے ہیں کبھی بھی ناراض ہو کر walk outنہیں کیا اور ہم نے ان کی شکایات پوری بھی کی ہیں۔ سینیٹ کے سٹاف کا بھی میں بہت شکر گزار ہوں کہ یہ لوگ رات کے 10 اور 11 بجے تک آ کر ہمیں چیزیں پہنچاتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ جن دنوں میں سیشن ہو رہا ہوتا ہے کہ ان کے کتنے لمبے hoursہوتے ہیں۔ میں ان کی بہت شکر گزار ہوں۔ اس کے علاوہ سینیٹ کا جو میرا اپنا سٹاف ہے میں ان کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے ساتھ بہت خوش اسلوبی سے کام کیا ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جی، قائد ایوان صاحب۔

Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House, responding to the point raised by Senator Mushtaq Ahmed regarding the release of Dr. Afia Siddiqui

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد ایوان): بہت شکریہ، جناب چیئرمین! بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ۔ معزز سینیٹر مشتاق صاحب نے جو ذکر کیا ہے اور ان کا اشارہ ہماری طرف تھا۔ میں عرض کروں گا کہ ہم نے بے پناہ کوشش کی تھی۔ 2018کے دوران میرے ذاتی interactionsہوئے۔ ایک interaction میں اس وقت کے وزیر اعظم جناب محمد نواز شریف صاحب کے ساتھ Oval Officeمیں ایک درخواست کی گئی تھی مگر وہ نہیں مانے تھے۔ پھر 17-2016میں اس کے جو وزیر خارجہ ہیں تو وہ فارن سیکرٹری کہتے ہیں۔ وہ امریکہ کے وزیر خارجہ ہیں۔ Antony Blinkenکی بات کر رہا ہوں۔ میری ان سے تین مرتبہ اسی موضوع پر تفصیلی بات ہوئی اور میں نے پوری کوشش کی کہ ہماری پاکستان کی بیٹی اور بہن جتنا جلدی ہو سکے پاکستان آ سکے لیکن مجھے دکھ ہے اور کئی ایسی چیزیں ہیں جو کہ ریکارڈ پر رکھنا مناسب نہیں ہیں لیکن کافی حل اس کو بتا دیے۔ ایک دو تین۔ میں گزارش کروں گا کہ اگر مشتاق صاحب مجھے بتا دیں

کہ ان کے کیا خیالات ہیں۔ ہم بہت keen ہیں اور ان شاءاللہ جونہی کابینہ بنے گی تو اس حکومت کا یہ ترجیحی ایجنڈا ہوگا کہ ہم پوری کوشش کریں گے اور امریکی انتظامیہ کے ساتھ دوبارہ بات چیت کریں گے اور ان سے درخواست کریں گے کہ پاکستان کی اس بیٹی نے جو بہت suffer کیا ہے اس کو قانون کے مطابق پاکستان لایا جائے۔ یہاں پر بھی سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اس کو سزا بھی دی جا سکتی ہے۔ تو میں صرف clarify کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی بھی پاکستانی ایسا نہیں ہوگا جس کی یہ خواہش نہیں ہوگی کہ پاکستان کی یہ بیٹی جس نے اتنی تکالیف کاٹی ہیں اور اتنا suffer کیا ہے کہ وہ پاکستان نہ آئے۔ ہم بھی اسی طرح keen ہیں جس طرح میرے بھائی معزز سینیٹر مشتاق صاحب ہیں۔ ہم ان کو assure کرتے ہیں کہ اس معاملے کے لیے بھرپور diplomatic کوشش کریں گے۔ بہت شکریہ، جناب چیئرمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مشتاق صاحب! قائد ایوان نے آپ کو جواب دے دیا۔ براہ مہربانی آپ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں تاکہ یہ مسئلہ حل ہو سکے۔ جی، مشتاق صاحب۔

Senator Mushtaq Ahmed

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! جب میں امریکہ سے واپس آیا تو میں نے سینیٹ میں تفصیلی گفتگو کی تھی۔ اس پر میں نے چار legal political options دیے تھے۔ میں نے اس وقت وزیراعظم میاں شہباز شریف صاحب اور وزیر خارجہ بلاول بھٹو زرداری صاحب کو خط بھی لکھا تھا۔ میں وہی خط جس میں چار legal political options ہیں۔ بالکل وہ آسانی کے ساتھ چند دن میں پاکستان آ سکتی ہے۔ میں وہ آپ کو بھی دیتا ہوں۔ اعظم نذیر تارڑ صاحب کو بھی دیتا ہوں۔ موجودہ وزیر اعظم صاحب کو بھی وہ خط میں دوبارہ دیتا ہوں۔ مجھے across the board بہت خوشی ہوگی کہ ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے۔ اس میں کوئی political mileage and point scoring نہیں ہے۔ یہ پاکستان کی غیرت کا مسئلہ ہے۔ ایک مظلوم بیٹی جو بیس سال سے اپنے بچوں سے الگ ہے ان کا مسئلہ ہے۔ ہم آپ کو پورا support دیں گے۔ میں وہ خط بھی آپ کو دے دوں گا اور وہ چار legal political options بھی بتا دوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، سلیم مانڈوی والا صاحب۔

Farewell Speeches by the Members

Senator Saleem Mandviwalla

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: جناب چیئرمین ! کافی سارے سینیٹرز جو نئے ہیں اور کافی سارے سینیٹرز ہیں جن کو چھ سال ہو گئے ہیں جو کہ جا رہے ہیں۔ میں اپنے جانے والے سینیٹرز کے لیے کچھ کہنا چاہوں گا۔ کئی لوگوں کو میں نے سنا۔ اٹڑو صاحب، مشتاق صاحب اور تنگی صاحب کو بھی میں نے سنا۔ سب ہمارے معزز سینیٹرز تھے اور انہوں نے بتایا کہ ان کا کیا تجربہ رہا ہے۔ میرا بھی ان چھ سالوں میں کچھ تجربہ ہوا ہے جبکہ ہم نے ایسی چیزیں دیکھی ہیں جو کہ کبھی ہم نے سینیٹ میں نہیں دیکھی تھیں۔ ہم نے ایسا بھی دیکھا کہ no confidence کے دوران 65 افراد یہاں پر کھڑے ہو گئے اور ان میں سے چودہ افراد غائب ہو گئے۔ ہم نے ایسی چیزیں دیکھیں کہ سینیٹ کے اس ہاؤس میں کیمرے لگائے گئے اور مجھے آج تک یاد ہے کہ سینیٹر مصدق اور سینیٹر مصطفیٰ کھوکھر اس ڈائس پر چڑھے ہوئے تھے اور وہ کیمرے نکال رہے تھے۔ کئی چیزیں ہم نے دیکھیں جو کہ ہم نے سینیٹ میں کبھی نہیں دیکھی تھیں۔ سینیٹر ڈار صاحب یہاں پر تشریف رکھتے ہیں ان کو بھی سینیٹ میں زمانہ ہو گیا ہے۔ ہم نے یہاں سینیٹ میں غیر آئینی چیزیں کبھی نہیں دیکھیں۔ بس ان چھ سالوں میں ہم نے ایسی ایسی غیر آئینی چیزیں دیکھیں کہ کبھی کبھی ہم سوچتے تھے کہ پتا نہیں ہم اس ہاؤس کا حصہ بھی ہیں کہ نہیں۔ آپ بھی میرے ساتھ سینیٹر رہے ہیں اور میرے ساتھی رہے ہیں اور پھر ڈپٹی چیئرمین بنے۔ ہم نے یہاں پر الیکشنز دیکھے ہیں۔ ہم نے یہاں پر no confidence دیکھا۔ چیئرمین کا الیکشن ہم نے دیکھا کہ جس میں سات ووٹ بلاوجہ مسترد کر دیے گئے اور غلط nomination ہو گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے ایسی ایسی چیزیں دیکھی ہیں اور آپ نے بھی دیکھی ہیں کہ ہمیں ان چیزوں کا overall کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ شاید ذاتی طور پر مجھے یا آپ کو فائدہ ہوا ہو گا یا کچھ اور لوگوں کو فائدہ ہوا ہو گا لیکن اس ہاؤس کو نقصان ہوا۔ جیسے اٹڑو صاحب نے بات کی کہ مجھے as a Committee Chairman نکال دیا۔ مطلب یہ چیزیں ہم نے پہلے کبھی دیکھی نہیں۔ اگر میں مزید اس پر بات کروں تو آپ کو بھی بڑا painful لگے گا۔ ابھی یہاں پر بات ہوئی کہ ہم کس کی تصویر کے نیچے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ غیر آئینی، غیر قانونی اور Rules کو violate کرکے اپنے ذاتی مفادات کے لیے گروہ بندی یہاں پر کی گئی ہے۔ کئی سینیٹر مجھے فون کرتے ہیں کہ ہم تو سال میں ایک مرتبہ بھی باہر نہیں گئے اور لوگ تو دس دس مرتبہ باہر چلے گئے ہیں۔ یہ آپ نے سینیٹ میں ایک disparity create کی ہے۔

آپ نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ یہ میرے پسندیدہ لوگ ہیں اور یہ میرے ناپسندیدہ لوگ ہیں۔ یہ پہلے کبھی یہاں پر نہیں ہوتا تھا۔ چاہیے وہ رضا ربانی صاحب تھے، چاہیے وہ فاروق ایچ نائیک تھے یا چاہے وہ کوئی بھی تھا۔ ان چیزوں سے ہمیں گریز کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! اب ہم آ جاتے ہیں کہ ایک vacuum آ رہا ہے۔ آج آپ بھی اس میٹنگ میں تھے اور میں بھی تھا کہ ہم نے چیئرمین سینیٹ کو extension دینی ہے کہ جب تک ہاؤس دوبارہ convene نہ ہو۔ وہ کام کرنے جا رہے ہیں جو کہ unconstitutional ہے اور اس کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ ان چیزوں کی ہمیں ضرورت ہی نہیں ہے۔ دس یا پندرہ دن مزید رہنے سے کسی کو کچھ نہیں ملنا۔ آپ نے اور میں نے سینیٹ سے کچھ لے کر نہیں جانا ہے۔ یہ تو صوبوں کی ایک امانت ہے۔ یہ تو ہماری ایک representation ہے اور لوگ یہی کہتے ہیں کہ ہم یہاں کیا کرنے آتے ہیں۔ ہم یہاں قانون سازی کے لیے آتے ہیں۔ ہم یہاں پر کوئی تجارت کرنے نہیں آتے۔ ہم یہاں پر ذاتی مفادات کے لیے نہیں آتے۔ اگر ہم نے یہی کرنا ہے اور اسی لیے سینیٹ میں لوگوں نے آنا ہے تو ہم public representation کیا کریں گے۔ آپ خود ایک کاروباری خاندان سے ہیں۔ میں خود بھی ایک کاروباری خاندان سے ہوں۔ ہم نے تو یہ کوشش کرنی ہے کہ اللہ میاں نے ہمیں کچھ دیا ہے تو ہم لوگوں کو دے کر جائیں۔ یہ نہیں کہ ہم اپنے گھر کیا لے کر جائیں گے۔ ہر وقت یہی چیز ہوتی رہی تو اس ہاؤس کا چھ سال میں وقار گر گیا ہے۔ اس کی عزت خراب ہوئی ہے۔ اس کی عزت اچھی نہیں ہوئی۔ شاید میرے ساتھ ڈار صاحب اس چیز پر agree کریں یا نہ کریں، یہ لندن سے مجھے فون کرتے تھے۔ ان کا پاسپورٹ جاری نہیں ہوتا تھا۔ بطور ڈپٹی چیئرمین مجھ میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ میں ان کا پاسپورٹ جاری کرتا۔ آج ڈار صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ یہ ہم نے کیا کیا ہے؟ ہم نے اپنے ادارے کے ساتھ چھ سال میں کیا کیا ہے۔ ہمیں سوچنا چاہیے کہ اس کو ہم اتنا خراب نہ کریں کہ کل ہم لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو سینیٹر نہ کہہ سکیں۔ ہم اپنے آپ کو اس ہاؤس کا حصہ نہ کہہ سکیں۔

جناب چیئرمین! میری تمام سینیٹرز سے چاہے وہ جا رہے ہیں یا رہ رہے ہیں یہ درخواست ہے کہ آپ اس قسم کی چیزیں نہ کریں جو کہ اس ہاؤس کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ میں آپ کو بھی کہوں گا۔ شاید آپ کو یہ چیزیں پسند نہ آئیں مگر آپ وہ کام کریں جس کے بارے میں لوگ یہ کہیں کہ ہاں یار

ہمارا آفریدی صاحب چیئرمین آیا تھا اور اس نے کوئی کام غلط نہیں ہونے دیا۔ I will feel proud مگر جب میں یہ سنتا ہوں کہ نہیں آفریدی صاحب کہتے ہیں کہ مجھے تو سینیٹ چیئرمین کی ریٹائرمنٹ تک extension دے دیں اور میں اس ہاؤس کا ممبر بھی نہیں ہوں۔ تو میں سوچ میں پڑ جاتا ہوں کہ یہ تو وہی آفریدی ہے جس کو میں جانتا ہوں۔ یہ تو کوئی مختلف قسم کا آفریدی بن گیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سلیم صاحب! ویسے میں نے یہ بات نہیں کی ہے،
let me clear this.

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: میں آپ کی ایک مثال دے رہا ہوں۔ مجھے پتا ہے کہ آپ کبھی ایسی بات نہیں کریں گے۔ آپ کو پتا ہے کہ کس نے یہ بات کی ہے۔ میں صرف آپ کو یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ ہمیں ایسی چیزوں سے گریز کرنا چاہیے۔ ہمیں اپنے اس ہاؤس کی عزت بڑھانی چاہیے۔ میں سب کو یہ کہتا ہوں، چاہے وہ PTI کے ہیں، چاہے وہ پیپلز پارٹی کے ہیں، چاہے وہ PML(N) کے ہیں کیونکہ یہ بھی میرے colleagues ہیں، میں ان کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہوں، کھاتا پیتا ہوں۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ ہم collectively اس ہاؤس کی عزت بڑھائیں اور illegal کام نہ کریں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس ہاؤس کی بڑی respect ہے اور respect رہی ہے۔ سینیٹ کی ایک عزت رہی ہے، اس کو میں برقرار رکھنا چاہتا ہوں اور اسے واپس لانا چاہتا ہوں۔ یہی میری آپ سے request ہے۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ اعظم نذیر تارڑ صاحب نے کچھ کہنا ہے۔

Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ روایت کے مطابق اور آئین کے مطابق جو چھ سال کی term ہے، وہ پوری ہو رہی ہے۔ سب سے پہلے تو اپنے تمام ساتھی معزز سینیٹرز کے لیے، جو ہم سے رخصت ہو رہے ہیں، ڈھیر ساری دعائیں اور نیک تمنائیں۔ اس فورم پر مجھے ضرور یہ کہنے کی اجازت دیجیے کہ ایوان بالا کا اور House of the Federation کا جو ماحول ہے، شدید ترین سیاسی تناؤ کے باوجود، اس میں وہ جو گرمی آتی ہے باقی ایوانوں میں، اس کی نسبت زیادہ ٹھہراؤ، زیادہ فہم و فراست کی بات ہوتی رہی ہے۔ ظاہر ہے جمہوری اداروں میں اپنا موقف رکھتے ہوئے کئی مرتبہ سخت بات بھی ہو جاتی ہے، کئی مرتبہ دوسری side اسے سننے سے گریزاں بھی ہوتی ہے یا reactions آتے ہیں لیکن میں پھر بھی یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارا بڑا اچھا وقت گزرا ہے۔ سب

colleagues نے اپنے تئیں floor of the House میں اور Standing Committees میں جو کہ ایوان کا extended arm ہیں اور جن کے ذمے بڑا اہم کام سونپا جاتا ہے، وہ parliamentary oversight کا ہے۔ میرے سب بھائیوں اور بہنوں نے اس میں بڑا contribute کیا ہے۔ ہمیں آپ کی contributions یاد رہیں گی۔ This is why we are here as a matter of fact. ہم جب یہاں پر آ کر حلف لیتے ہیں تو اس کا بھی یہ تقاضا ہوتا ہے کہ ہم اس منصب کے ساتھ انصاف کریں جو پاکستان کے عوام نے اور ہماری سیاسی جماعتوں نے ہمارے اندر جو confidence repose کیا، ہمیں اسے justify کرنا چاہیے۔

رخصت ہونے والے تمام سینیٹرز اور خاص طور پر لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف اپوزیشن، ڈاکٹر شہزاد وسیم آج موجود نہیں ہیں، ان سب کو میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جہاں تک ہو سکا، اس ہاؤس کا جو مینڈیٹ ہے، اس کو سامنے رکھتے ہوئے اور ان حدود میں رہتے ہوئے، ہم نے اپنے تئیں بہت کوشش کی۔ چاہے وہ legislative work ہو، چاہے وہ parliamentary oversight ہو، چاہے وہ ملکی مسائل ہوں جنہیں ہم points of order کے ذریعے، adjournment motions کے ذریعے highlight کرتے رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک جمہوری نظام میں ایک دوسرے کا نقطہ نظر سننے اور سمجھنے سے ہی ہم آگے بڑھتے ہیں۔ اختلاف کا حق میرا بھی ہے، اختلاف کا حق باقی اراکین کا بھی ہے لیکن جمہوری ایوانوں کی خوبصورتی یہ ہے کہ نقطہ نظر آپ ضرور رکھتے ہیں، فیصلے چاہے اکثریت کے ساتھ ہوتے ہیں۔ یہی شاید wisdom ہے جو constitution کے framers نے ہمیں دی۔ میں بات کو سمیٹتے ہوئے ایک مرتبہ پھر آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جس طرح ہم کبھی حکومت میں رہے اور کبھی اپوزیشن میں، ہم نے وہ حدیں پار نہیں کیں اور بھائی چارے کے ساتھ وقت گزرا۔ ایک بار پھر آپ سب کے لیے بے تحاشا نیک تمنائیں اور دعائیں، اس امید کے ساتھ کہ آپ میں سے بہت سارے دوبارہ اس ایوان میں رونق افروز ہوں گے اور ایوان کی رونقیں دوبارہ لوٹ آئیں گی۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر سید وقار مہدی صاحب۔

Senator Syed Waqar Mehdi

سینیٹر سید وقار مہدی: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ یہ ان تمام سینیٹرز کے لیے الوداعی سیشن ہے جو کہ مارچ 2024 کو اپنی چھ سالہ مدت پوری کرکے رخصت ہو رہے ہیں۔ اس دوران، میرے خیال میں، اس ایوان میں سب سے junior سینیٹر میں ہوں۔ میری مدت ایک سال تین مہینے تھی کیونکہ میں مصطفیٰ نواز کھوکھر صاحب کی جگہ پر 8 دسمبر، 2022 کو notify ہوا تھا اور میں نے 12 دسمبر، 2022 کو اس ایوان میں حلف اٹھایا تھا۔ اس کے لیے میں اپنی لیڈر شپ بالخصوص اپنے چیئرمین، بلاول بھٹو زرداری صاحب، صدر آصف علی زرداری صاحب اور اپنی بہن محترمہ فریال تالپور صاحبہ کا بہت ہی شکر گزار ہوں کہ مجھ جیسے ایک grass root's level worker کو اتنے بڑے ایوان، ایوانِ بالا کے لیے مجھے نامزد کیا اور میں یہاں اس سیٹ پر آکر بیٹھا۔ کسی بھی سیاسی کارکن کے لیے ایک بڑی معراج یہ ہوتی ہے کہ وہ کسی پارلیمنٹ کا حصہ بنے کیونکہ وہ سارا وقت struggle کرتا ہے۔ اس کے لیے میں اپنی پارٹی کا ایک مرتبہ تہہ دل سے انتہائی شکر گزار ہوں۔

جناب! میں grass root's level worker ہوں اور میں نے ہمیشہ سیکھا ہے کہ پارٹی کی جو پالیسی ہوتی ہے، جو پارٹی کا decorum ہوتا ہے، اس پر چلنا چاہیے۔ میں اور میرے کافی دوست جو کہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں، ہم پارٹی کے اندر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ اس فورم پر آکر میری کوئی ذاتی رائے نہیں ہوتی۔ ہم پارٹی پالیسی کو follow کرتے ہیں، پارٹی کی line کو follow کرتے ہیں۔ جو پارٹی کی line اور پالیسی ہوتی ہے، وہ عوام دوست پالیسی ہوتی ہے اور عوام ہی کے لیے ہوتی ہے۔

جناب! میں جب سے یہاں آیا، جو کچھ میں نے سیکھا، جو کچھ میں نے دیکھا، اس کے لیے میں اپنے انتہائی محترم اور پارٹی کے سینیئر دوستوں، رضا ربانی صاحب کا، سلیم مانڈوی والا صاحب کا، شیری رحمان صاحبہ کا، تاج حیدر صاحب کا، شہادت اعوان صاحب کا، مولا بخش چانڈیو صاحب کا، میری دوسری بہنیں بیٹھی ہیں، رخسانہ زبیری صاحبہ ہیں اور جو دوسرے دوست ہیں، جو دوسری جماعتوں کے ہیں، اپوزیشن کے ہیں یا treasury benches کے ہیں، میں سب کا شکر گزار ہوں۔ سب کی تقاریر سے، سب کی باتوں سے میں نے بہت کچھ سیکھنے کی کوشش کی۔

ظاہر ہے اس معزز ایوان میں بعض اوقات جذبات میں بھی کچھ باتیں ہو جاتی ہیں لیکن میں نے ہمیشہ کوشش کی ہے اور ہر ایک کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ صبر و تحمل اور برداشت کا مظاہرہ کرے، شائستگی کا مظاہرہ کرے، بردباری کا مظاہرہ کرے اور کوئی ایسا لفظ نہ نکلے جس سے کسی کی دل آزاری ہو۔ پھر بھی میں اپنی جانب سے، اگر میری طرف سے کسی کی دل آزاری ہوئی ہے، دانستہ یا نادانستہ، اس کے لیے میں ایک ایک ممبر سے انتہائی معذرت خواہ ہوں۔ سینیٹ سیکرٹریٹ کے جو لوگ ہیں، میں ان سے معذرت خواہ ہوں۔ سینیٹ کا اسٹاف بالخصوص یہاں میرے جو بھائی بیٹھے ہیں، جو ہمیں پینسل اور کاغذ دیتے ہیں جب ہم ان سے مانگتے ہیں، میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ سیکورٹی کے دوستوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جو لوگ گیٹ پر ہوتے ہیں، لفٹ میں جو ہوتے ہیں، سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میری بڑی عزت افزائی کی۔

میں اس دوران پانچ اسٹینڈنگ کمیٹیوں کا ممبر رہا جس میں کابینہ سیکرٹریٹ، انسانی حقوق، پارلیمانی امور، اطلاعات و نشریات اور ریلویز شامل ہیں۔ ان سب کے چیئرمین بالخصوص جو ہماری کابینہ سیکرٹریٹ کمیٹی کے چیئرمین تھے، رانا مقبول صاحب، ان کی death ہو گئی تو پھر محترمہ سعدیہ عباسی صاحبہ اس کمیٹی کی چیئرپرسن ہوئی تھیں، ان سب سے میں نے بہت کچھ سیکھنے کی کوشش کی۔ ریلویز کی کمیٹی ایسی تھی جس کی کوئی بھی میٹنگ میں attend نہیں کر سکا کیونکہ جب میں ممبر بنا تو اس کے بعد اس کی کوئی میٹنگ نہیں ہوئی۔ ان سب کا بھی میں شکر گزار ہوں۔ یہاں بھی ہم نے بہت سیکھنے کی کوشش کی۔

جناب! میرا صوبہ سندھ سے تعلق ہے۔ ہم صوبہ سندھ سے elect ہو کر آئے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ صوبہ سندھ کے issues اور مسائل کو سینیٹ میں اجاگر کریں۔ میرا صوبہ سندھ کئی مسائل کا شکار رہا اور اب بھی ہے۔ NFC ایوارڈ کی جہاں تک بات کی جائے تو 2010 کے بعد اس کو کوئی NFC ایوارڈ نہیں ملا۔ نہ 2015 میں ملا، نہ 2020 میں ملا۔ سندھ کے مسائل بہت زیادہ ہیں جبکہ اس کے وسائل بہت کم ہیں جس کی وجہ سے اس کو اپنے public interest کے کام کرنے میں بہت زیادہ دقت پیش آتی ہے۔ اس کے باوجود بھی حکومت سندھ نے پوری کوشش کی ہے کہ سندھ میں جتنی زیادہ ترقی ہو سکے، کی جائے۔ آج اللہ کا شکر ہے کہ آپ کو سندھ بہت بدلا ہوا نظر آئے گا۔ آج وہاں road networking بھی ہے، وہاں دوسری سہولیات بھی ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ

پچھلے سال جو سیلاب آیا تھا، اس میں سندھ حکومت نے جس طریقے سے وہاں پر محنت کی، لوگوں کو rehabilitate کیا، اس کے علاوہ اس وقت کے پرائم منسٹر شہباز شریف صاحب نے بھی دورے کیے، اقوامِ متحدہ کے سیکرٹری جنرل صاحب بھی وہاں آئے۔ آپ کو معلوم ہے کہ چیئرمین بلاول بھٹو صاحب کی ہدایت پر سندھ حکومت سیلاب متاثرین کے لیے اکتیس لاکھ سے زائد گھر تعمیر کر رہی ہے کیونکہ پیپلز پارٹی کاbasic فلسفہ روٹی، کپڑااور مکان کا ہے۔ سندھ حکومت انہیں ایک کمرے کے پکے گھر بنا کر دے رہی ہے تاکہ جب بھی سیلاب آئے تو کم از کم ان کی کچی جھونپڑی برباد نہ ہو، انہیں زمین اور چھت میسر ہو جہاں وہ اپنی زندگی گزار سکیں۔

جناب والا! میں نے پہلے بھی بات کی تھی کہ صوبہ سندھ میں WAPDA K4 کے نام سے پانی کا ایک منصوبہ بنا رہا ہے جو کراچی شہر کے لیے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ منصوبہ 130 ارب روپے کا ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ پچھلے سال جب بجٹ پیش کیا گیا تو اس میں اتنی کم رقم رکھی گئی جو کہ نہ ہونے کے برابر ہے، اتنے بڑے منصوبے کے لیے صرف پندرہ ارب روپے رکھے گئے تھے۔ میں نے اُس وقت بھی سینیٹ میں تقریر کرتے ہوئے مطالبہ کیا تھا کہ اس منصوبے کے لیے کم از کم پچاس ارب روپے رکھے جائیں تاکہ یہ منصوبہ تیزی سے مکمل ہو سکے اور کراچی کے شہریوں کو اس کا پھل مل سکے۔ یہ منصوبہ 265 MGD کا ہے لیکن ابھی تک وہ سست روی کا شکار ہے کیونکہ اس کے لیےfunds available نہیں ہیں۔ اس وقت Leader of the House موجود نہیں ہیں لیکن تارڑ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، مجھے امید ہے کہ یہ نئی کابینہ میں شامل ہوں گے، میں ان سے گزارش کروں گا کہ وزیراعظم سے درخواست کی جائے کہ K4 کے لیے اس بجٹ میں کم از کم پچاس ارب روپے رکھے جائیں اور اسے تیزی کے ساتھ مکمل کیا جائے۔

جناب والا! جام شورو سیہون دو رویہ سڑک ہے، یہ 2017 سے زیر تعمیر ہے۔ اس پر فیصلہ ہوا تھا کہ 50% share Sindh Government and 50% share Federal Government دے گی، سندھ حکومت نے اپناshare دے دیا۔ 2017 میں نواز شریف صاحب کی حکومت تھی، اس کے بعد عمران خان صاحب کی حکومت آئی لیکن افسوس کی بات ہے کہ چھ سال گزرنے کے باوجود یہ منصوبہ آج بھی مکمل نہیں ہو سکا۔ اس پر آئے دن حادثات

ہوتے ہیں، ان میں کئی لوگ اپنی جانیں گنوا بیٹھتے ہیں، کئی لوگ زخمی اور اپاہج ہو جاتے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ اس منصوبے کو فی الفور مکمل کیا جائے۔

جناب چیئرمین! حالیہ سیلاب میں National Highway تقریباً تباہ ہو گئی ہے۔ یہاں جو میرے دوست اس شاہراہ پر سفر کرتے ہیں انہیں پتا ہے کہ اس کی بہت خستہ حالت ہے۔ اس کی recarpeting کی ضرورت ہے، اس پر patch work کی ضرورت ہے یا اسے صحیح طرح سے بنانے کی ضرورت ہے۔ یہ کراچی سے main country تک ایک main artery ہے جس پر goods, containers جاتے ہیں، لوگ اس پر سفر کرتے ہیں لیکن اس پر بھی بالکل توجہ نہیں ہے۔ اس لیے میری درخواست ہے کہ وفاقی حکومت کو اس پر توجہ دینی چاہیے اور سندھ حکومت کے ساتھ پچھلے بجٹ میں طے ہونے والے منصوبوں کے لیے فوری funding فراہم کرنی چاہیے تاکہ سندھ جن مشکلات سے دوچار ہے ان سے اسے نجات مل سکے۔

جناب والا! میں یہ کہنا چاہتاں ہوں کہ اتحادی حکومت آئی اور اس کے بعد نگران حکومت چھ مہینوں کے لیے آئی پھر آٹھ فروری کو elections ہوئے۔ جس دن شہباز شریف صاحب نے اپنی حکومت کے لیے خط لکھا تھا، حکومت ختم ہو گئی تھی، اس دن کے بعد سے پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری صاحب نے مسلسل elections کا مطالبہ کیا کہ elections کی date announce کی جائے، elections schedule کا اعلان کیا جائے جو کہ نہیں ہوا لیکن ہم سپریم کورٹ کے شکر گزار ہیں جن کی وجہ سے آٹھ فروری کے انتخابات منعقد ہوئے۔ آٹھ فروری کو ہونے والے elections پر پیپلز پارٹی کو بھی بہت سے تحفظات ہیں لیکن ہم نے عدالتوں کا رُخ کیا ہے، ہم نے tribunals کا رُخ کیا۔ ہمیں بھی بہت ساری جگہوں پر تشویش ہے، بہت ساری جگہوں پر خدشات ہیں، ہمیں بھی بہت ساری جگہوں پر اعتراضات ہیں لیکن ہمیں اس کے لیے جو قانونی راستے ہیں، انہیں اختیار کرنا چاہیے۔

یہاں میری بہن نے NICVD کی بات کی۔ میں آپ کو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کی سندھ حکومت نے بہت کام health sector میں کیا ہے۔ آج NICVD کے پچیس سے زائد satellite units کام کر رہے ہیں، آج NICVD پورے ملک کو free طبّی سہولتیں فراہم کر رہا ہے۔ گھمبٹ کے ہسپتال میں جگر کی پیوندکاری کے لیے پورے پاکستان سے لوگ آتے

ہیں، لوگ ہندوستان یا چین جا کر پچاس پچاس، ساٹھ ساٹھ لاکھ روپے خرچ کرتے تھے۔ NICVD میں دل کے مریضوں کا مفت آپریشن ہو رہا ہے، ان کو stents مفت لگائے جا رہے ہیں۔ گھمبٹ کے ہسپتال میں مفت علاج ہو رہا ہے، صوبہ سندھ میں بہترین طبّی سہولتیں میسر ہیں۔ سول ہسپتال کے ساتھ جو Benazir Bhutto Trauma Hospital ہے، یہ بارہ منزلہ ہسپتال ہے، وہاں بلوچستان، پنجاب اور صوبہ سندھ کے تمام اضلاع کے لوگوں کا علاج کیا جاتا ہے۔ یہ projects state of the art ہیں جو سندھ حکومت کا شاندار کارنامہ ہے اور یہ بلاول بھٹو زرداری کا vision ہے۔

جناب والا! پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت صوبہ سندھ میں اپنے وسائل سے مقدر پھر بدلنے کی کوشش کر رہی ہے کہ وہ پینے کے پانی کی فراہمی کو ممکن بنائے۔ چیئرمین بلاول بھٹو زرداری صاحب نے parliamentary party کا اجلاس منعقد کیا تو اس میں Chief Minister کو ہدایت کی تھی کہ پینے کے صاف پانی کی فراہمی priority ہو گی۔ میں اپنے وزیراعلیٰ کو شاباش اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے as a Chief Minister first meeting پانی کی فراہمی پر کی ہے۔ صوبہ سندھ کی حکومت کے پاس جو بھی وسائل ہیں وہ بھرپور طریقے سے انہیں استعمال کرے گی لیکن میری وفاقی حکومت سے درخواست ہے کہ صوبہ سندھ پر خاص توجہ دے، صوبہ سندھ بھی پاکستان کا حصہ ہے، NFC Award دیا جائے۔ آپ کو معلوم ہے کہ 71% revenue سندھ کے صوبے سے آتا ہے۔ اس لیے صوبہ سندھ کو اس کا حق دیا جانا چاہیے۔ پانی کے مسائل ہیں، ہمیں پورا پانی نہیں ملتا۔ ہمارا جو طے شدہ formula ہے اس کے مطابق ہمیں پورا پانی نہیں ملتا جس کی وجہ سے ہماری زراعت متاثر ہوتی ہے، تقریباً لاکھوں ایکڑ اراضی سمندر کی نذر ہو گئی ہے جس کی وجہ سے ہم بہت مشکلات کا شکار ہوتے ہیں۔ اس لیے میری درخواست ہے کہ نئی حکومت آئی ہے وہ اس پر بھرپور توجہ دے، سندھ کو NFC Award بھی دے گی، اور سندھ کے مسائل کو بھی حل کرے گی۔

جناب چیئرمین! میں ایک مرتبہ پھر چیئرمین سینیٹ صادق سنجرانی، ڈپٹی چیئرمین صاحب! آپ کا، آپ کے سامنے نیچے بیٹھے ہوئے Secretary Sahib, JS (Legislation) اور تمام staff کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے محبت و عزت دی اور میری رہنمائی کی۔ میں آپ کو

بتانا چاہتا ہوں کہ میں سب جگہ آتا جاتا رہا ہوں لیکن آپ کا Senate Secretariat ماشاءاللہ لاجواب ہے، یہ ہمیشہ help out کرتا ہے۔ Services Centre میں جو لوگ ہیں، photographer Naveed Sahib یا دوسرے دوست ہیں، سب دوست جو بیٹھے ہوئے ہیں، میں ان سب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میرے ساتھ محبت کی، مجھے پیار دیا۔ ولید اقبال صاحب ہمیشہ مجھے good to see you کہتے ہیں، میں بھی انہیں good to see you کہتا ہوں، یہ Standing Committee on Human Rights کے چیئرمین رہے ہیں۔ میں نے ان سے بھی بہت کچھ سیکھا۔ تاج حیدر بھائی بیٹھے ہوئے ہیں، شہادت اعوان بھائی بیٹھے ہوئے،ترین بھائی یہاں بیٹھے ہوئے، رضا ربانی صاحب تو میرے استاد ہیں، ہم نے اکٹھے struggle کی ہے، ایک ساتھ جیلوں میں بھی رہے ہیں۔ میں ان سب کا شکر گزار ہوں، خاص طور پر اپنی leadership کا کہ انہوں نے مجھے اتنے بڑے اعزاز سے نوازا۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس پارلیمنٹ کو سرخرو کرے، یہاں عوام کے لیے کام ہوں، غریب عوام کے لیے آواز بلند کی جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر علی ظفر صاحب۔

<u>Senator Syed Ali Zafar</u>

سینیٹر سید علی ظفر: شکریہ، جناب چیئرمین! بہت مشکل وقت ہوتا ہے جب آپ تین سال اپنے colleagues کے ساتھ مشکل اور آسان دونوں وقت گزارے ہوں، انہیں الوداع کہنا پڑے، ان کی speeches سننی پڑیں جن میں وہ اپنی کارکردگی بھی بتا رہے ہیں اور یہ بھی بتا رہے ہیں کہ ہم جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ ان میں سے واپس آ جائیں اور کچھ واپس نہ آئیں۔ اس لیے یہ بہت مشکل وقت ہوتا ہے لیکن میں اپنے تمام outgoing colleagues کو یہ کہنا چاہوں کہ their services over the past three years with me and three years before I join the Senate have been invaluable to the nation. بہت سارے لوگ جو آج ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہیں، ان سب نے بہت سارے قوانین بھی pass کیے، debates میں حصہ لیا، میں نے ان سے بہت کچھ سیکھا، مجھے امید ہے ان میں بہت سارے لوگ واپس اس ایوان میں آئیں گے اور جو نہیں آئیں گے، ان کی زندگی کا سفر انہیں اور height پر لے جائے، انہیں اور ترقی ملے، یہ ہماری دعا ہو گی۔ ان سب سے

دوستی رہے گی اور یہی اس ایوان کی خوبصورتی ہے کہ پورے ملک سے representatives آتے ہیں اور اپنے اپنے صوبوں کا ایک مؤقف لے کر آتے ہیں جس سے ہمیں بھی سمجھ آتی ہے کہ دوسرے صوبوں کے کیا مسائل ہیں اور ہم national level پر سوچتے ہیں۔

جناب والا! میرے outgoing colleagues کا چھ سال کا جو experience ہے ہم اس سے سیکھتے رہیں گے اور کوشش کریں گے کہ انہوں نے جو کچھ contribute کیا، جہاں ان کی کوئی legislation رہ گئی ہے یا جہاں کوئی کمی بیشی ہے، ہم اسے آگے لے کر چلیں اور اس کمی بیشی کو پورا کریں۔ میں ان colleagues کا اپنی قوم اور اپنے سینیٹ کی طرف سے شکریہ ادا کروں گا اور ان کے لیے دعا گو رہوں گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جو ممبران رہ گئے ہیں ان سے گزارش ہے کہ ان شاء اللہ کل صبح اجلاس ہوگا تو انہیں موقع دوں گا۔

The House stands adjourned to meet again on Friday, the 8th March, 2024 at 10:30 a.m.

[The House was then adjourned to meet again on Friday, the 8th March, 2024 at 10:30 a.m.]